

SPEAKING POWER

کامیاب مقرر بننے کے 100 سنہرے اصول

علیم اقبال

Scanned with CamScanner

کامیاب مقرّر بننے کے 100 سُنہرے اصُول

اہم تقریروں کے ساتھ

علیم اقبال

مکتبہ امتیاز
راجپُوت مارکیٹ اُردُو بازار ○ لاہور

Scanned with CamScanner

قیمت 36 روپے

ناشر: امتیاز علی

پرنٹر: گنج شکر پرنٹرز۔ لاہور

منگوانے کے لیے لکھئے: مکتبۂ امتیاز راجپوت مارکیٹ اُردو بازار لاہور

سٹاکسٹ: صابری دار الکتب قذافی مارکیٹ اُردو بازار لاہور فون: 7320310

Scanned with CamScanner

فہرست

عنوان | صفحہ

پہلا حصہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

5 بہترین کتابیں

○○

- ○ لوگوں میں مقبول ہونے کے 6 سنہرے اصول
- ○ لوگوں کو ہم خیال بنانے کے لیے 12 سنہرے اصول
- ○ لوگوں کو بدلنے کے 9 سنہرے اصول
- ○ خوش رہنے اور پریشانی سے بچنے کے 7 سنہرے اصول
- ○ لوگوں کو کھلی کتاب کی طرح پڑھنے کے 75 اصول

Scanned with CamScanner

پرکشش گفتگو کا راز

بعض افراد کی گفتگو کا انداز اس قدر دلکش ہوتا ہے کہ ہم گھنٹوں ان کی باتیں سننے کے باوجود بوریت کا شکار نہیں ہوتے اور ان کی گفتگو کے طلسم میں کھوئے رہتے ہیں۔ ان کی باتیں کانوں میں رس گھولنے والی ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے کوئی برتر مخلوق ہیں بلکہ وہ بھی ہماری طرح عام سیدھے سادے لوگ ہوتے ہیں لیکن وہ گفتگو کے فن سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں اور اس کے مناسب استعمال سے لوگوں کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں خوش گفتار بننے کے لئے چند نکات دیئے جا رہے ہیں۔ جن پر عمل کرکے آپ بھی اپنی گفتگو کو پرکشش بنا سکتے ہیں۔

1- دوسروں میں دلچسپی لینا

اچھی گفتگو کا بہترین راز یہ ہے کہ آپ لوگوں کی ذات میں دلچسپی لیں کیونکہ ہر شخص اپنے بارے میں بات کرنا اور سننا پسند کرتا ہے۔ اس کے لیے آپ کو بولنے کی زیادہ مشق بھی نہیں کرنی ہوگی بلکہ کسی شخص میں دلچسپی لیجئے اور وہ خود ہی بولنا شروع کر دے گا۔ اس کے باوجود لوگ یہی سمجھیں گے کہ آپ کی گفتگو کا انداز بہت اچھا ہے حالانکہ آپ نے بہت کم باتیں کی ہوں گی۔

فرض کریں کہ آپ نے اپنے دوستوں کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بنوایا ہے۔ جب آپ اس کو دیکھیں گے تو لامحالہ آپ کی نظر سب سے پہلے

Scanned with CamScanner

اپنی تصویر پر جا رکے گی اور آپ اپنے انداز پر غور کرنے لگیں گے اور اس کے بارے میں بات کرنا چاہیں گے لیکن آپ کو دوسروں کی تصویر کے بارے میں کوئی پروا نہ ہو گی کہ وہ اچھی آئی ہے یا نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذات کے بارے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ اگر آپ اس نکتے کو ذہن نشین کرلیں تو آپ کو لوگ خوش گفتار کا لقب دے دیں گے اور آپ کی باتوں کو توجہ سے سنا کریں گے۔ اس کے لیے آپ کو صرف اور صرف یہ کرنا ہو گا کہ دوسروں کی دلچسپی اور پسند ناپسند کا خیال رکھیں۔ جب آپ ایسا کریں گے تو لوگ بھی آپ کی ذات میں دلچسپی کا اظہار کریں گے۔ مثال کے طور پر آپ گروپ فوٹو میں اپنی ہی تصویر کو مرکز نگاہ بنانے کی بجائے اپنے کسی دوست کی تصویر کے بارے میں اظہار خیال کریں تو وہ بہت خوش ہو گا۔ ہر شخص دلچسپی اور تعریف کو پسند کرتا ہے اور اس کے لیے آپ کو کوئی پاپڑ نہیں بیلنے پڑیں گے لیکن یہ خیال رہے کہ آپ مناسب انداز سے دلچسپی کا اظہار کریں اور خوشامدی انداز سے گریز کریں اور بالکل ناجائز تعریف کی بجائے جائز انداز سے بھی تعریف کر سکتے ہیں۔

چنانچہ آپ دوسروں سے ان کی دلچسپی کے موضوعات پر گفتگو کریں اور اگر ان کا کوئی مسئلہ ہے تو اس کے بارے میں تفصیلی گفتگو کریں۔ اس طرح آپ اپنے مخاطب کو اپنی بات سننے کے لئے تیار کرلیں گے لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہوا آپ کا انداز اس قسم کا نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کا مدمقابل آپ پر شک کرنے لگے کہ آپ جھوٹی قسم کی خوشامد سے کام لے رہے ہیں بلکہ سچی تعریف کریں کیونکہ کوئی شخص بھی جھوٹی تعریف پسند نہیں کرتا۔ ہر

Scanned with CamScanner

شخص میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے۔ جسے آپ بنیاد بنا سکتے ہیں۔

2- خود اعتمادی

جب بھی بات کریں خوداعتمادی سے کام لیں اور اپنے مخاطب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ نظریں جھکا کر بات کرنے سے یا دوران گفتگو ادھر ادھر دیکھنے سے آپ کسی کو متاثر نہیں کر پائیں گے۔ جھجک، شرماہٹ اور احساس کمتری کے احساسات کو قریب نہ پھٹکنے دیں۔ یہ خیال کریں کہ آپ کا مخاطب بھی آپ ہی کی طرح ایک انسان ہے اور جس طرح آپ اپنی گفتگو کے نتائج کے باری میں متفکر ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کی ذہنی حالت بھی آپ سے مختلف نہ ہو۔

اس انداز سے بات نہ کریں جیسے آپ نے کسی کا قرض دینا ہو بلکہ سیدھے سادے انداز میں کھل کر بات کریں اور اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں واضح انداز سے کہہ ڈالیں اور کسی قسم کا ابہام پیدا نہ کریں۔ خوداعتمادی آپ کی گفتگو میں چار چاند لگا دے گی۔ جب آپ اپنی ذات اور اپنی بات کے بارے میں پراعتماد ہوں گے تو آپ بالکل نہیں گھبرائیں گے اور اپنا مدعا صاف الفاظ میں بیان کریں گے۔ لوگ بھی اس شخص کو پسند کرتے ہیں جو صاف صاف انداز میں بات کرنے کا عادی ہو جس کی بات میں وزن ہو۔ اس کے لیے آپ اپنی آواز کو ریکارڈ کر کے خود سنیں اور اپنی غلطیاں نوٹ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ نیز آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بولنے کی مشق کریں اور اپنے آپ

Scanned with CamScanner

سے کہیں کہ آپ دوسروں کے سامنے بات کرتے ہوئے بالکل نہیں گھبرائیں گے۔

3- انداز بیان

اپنی گفتگو میں دقیق اور نامانوس الفاظ کے استعمال سے گریز کریں اور ہمیشہ آسان اور سادہ الفاظ سے کام لیں۔ اپنے خیالات کو واضح کرنے کے لئے مختلف مثالیں پیش کریں نیز موقع کی مناسبت سے اشعار، تشبیہات و استعارات کا استعمال کریں اور اپنی گفتگو کو مزاح اور تجسّس سے خوبصورت بنائیں۔

اچھے انداز بیاں کے لئے آپ ریڈیو اور ٹی وی کے نیوز کاسٹرز اور اناؤنسرز کے الفاظ اور ان کے اتار چڑھاؤ پر غور کریں۔ بڑے بڑے لوگوں کے انداز گفتگو کو نوٹ کریں اور ان کا انداز اپنانے کی کوشش کریں۔

دوران گفتگو صرف خود ہی نہ بولتے چلے جائیں بلکہ دوسروں کو بھی بات کرنے کا موقع دیں اور ان کی باتوں پر توجہ دیں اور دلچسپی کا اظہار کریں۔ اگر کوئی غلط بات کر رہا ہو تو نرمی سے اس کی غلطی کی نشاندہی کریں کہ وہ برا محسوس نہ کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کی گفتگو کے اچھے نکات کی تعریف کریں اور بعد میں اس کی غلطی پر مثبت انداز سے تنقید کریں۔ اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی لیکن اگر آپ ہر شخص کو براہ راست تنقید کا نشانہ بنائیں گے تو لوگ آپ سے خائف رہیں گے اور آپ کی بات پر کان نہیں دھریں گے۔

Scanned with CamScanner

4- مسکراہٹ

مسکراہٹ ایک ایسی چیز ہے جس پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن اس سے بیش بہا فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں- یہ ایک ایسا جادو ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے- آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کوئی مسکرا کر بات کرتا ہے تو اس کا دوسرے شخص پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور تناؤ کا خاتمہ ہو جاتا ہے لیکن جب کوئی شخص ماتھے پر تیوریاں ڈال کر روکھے پھیکے انداز سے بات کرتا ہے تو مخاطب پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور بعض اوقات نوبت تلخ کلامی تک پہنچ جاتی ہے-

بعض لوگ اس لیے سنجیدگی اختیار کرتے ہیں کہ ان کے خیال میں سنجیدگی سے انسان کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے- اس بات کو کلی طور پر غلط قرار نہیں دیا جا سکتا- بے شک سنجیدگی اچھی چیز ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ نے ہر وقت چہرے پر سنجیدگی کا خول چڑھا رکھا ہو اور بالکل سپاٹ چہرے اور بے جان انداز سے لوگوں سے باتیں کریں اور آپ کے چہرے پر ہر وقت مردنی چھائی رہے- اگر آپ اس قسم کی سنجیدگی کے حق میں ہیں تو لوگ آپ سے دور بھاگیں گے کیونکہ ہنستے ہوئے کے ساتھ تو دنیا ہنستی ہے لیکن روتے ہوئے کے ساتھ کوئی نہیں روتا- آج کل ہر شخص مسائل کا شکار ہے اور وہ دوسروں سے ہمدردی اور خوش کلامی کا متمنی ہوتا ہے لیکن مصنوعی سنجیدگی طاری کرنے سے وہ یہ سوچے گا کہ آپ کو اس سے مل کر خوشی نہیں ہوئی- چنانچہ وہ آپ کے بارے میں اچھا تاثر

Scanned with CamScanner

نہیں لے گا۔

کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور یہ بات بالکل درست ہے۔ جب آپ کسی کو مسکرا کر ملیں گے تو وہ بھی مسکراہٹ کے ساتھ ردعمل کا اظہار کرے گا۔ اگر آپ مسکرا کر بات کرتے ہیں تو گویا دوسرے شخص کو اپنا تابع کر لیتے ہیں اور وہ نہ صرف دل و جان سے آپ کو اچھا سمجھے گا بلکہ آپ کی غیرموجودگی میں بھی آپ کی تعریف کرے گا۔

ایک چینی کہاوت ہے جس شخص کو مسکرانا نہ آتا ہوں اسے دکان نہیں کھولنی چاہئے۔ جو دکاندار مسکراہٹ کے جادو سے آشنا ہوتے ہیں وہ متبسم چہرے کے ساتھ گاہک کا استقبال کرتے ہیں اور گاہک نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے خریداری کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس دکاندار کا چہرہ مسکراہٹ سے ناآشنا ہو۔ وہاں سے گاہک چاہنے کے باوجود بھی خریداری کو ترجیح نہیں دیتا خواہ مال کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔

مسکراہٹ ایک ایسا ہتھیار ہے جسے استعمال کرکے آپ دوسروں کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کر سکتے ہیں اور ان کی اصلاح احوال بھی کر سکتے ہیں اور اس طرح لوگ آپ کی باتوں کا برا نہیں مانیں گے لیکن اگر آپ لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ کسی کی غلطی کی نشاندہی کریں گے تو آپ کی نیک نیتی کے باوجود برافروختہ ہو جائے گا اور خواہ مخواہ آپ کے خلاف ہو جائے گا لیکن آپ کی مسکراہٹ صرف آپ کے ہونٹوں تک محدود نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے دل کی گہرائیوں سے محسوس کریں اور کاروباری قسم کی مسکراہٹ کی بجائے پرخلوص مسکراہٹ اپنائیں تو ہر شخص آپ کا گرویدہ ہو

Scanned with CamScanner

جائے گا۔

5- مزاح

اگر آپ کی گفتگو میں مزاح کی چاشنی پائی جاتی ہے تو لوگ آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں گے۔ ہر شخص مزاح کو پسند کرتا ہے کیونکہ مزاح سے انسان تفکرات سے چھٹکارا پا لیتا ہے اور ماحول پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں زندگی کی رفتار نہایت تیز ہو گئی ہے۔ مقابلے کی اس دوڑ نے لوگوں کے اعصاب شل کر دیئے ہیں اور لوگ نفسیاتی مسائل کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس لیے پرمزاح بات لوگوں پر مرہم کا سا اثر کرتی ہے اور وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مزاح میں شائستگی ہو اور اخلاق سے گرا ہوا نہ ہو ورنہ اس قسم کا مزاح لوگوں میں نفرت کے جذبات کو ہوا دیتا ہے اور فساد کا سبب بنتا ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ لوگ اتنی مہنگی ٹکٹ کے باوجود سٹیج ڈرامے جوق در جوق کیوں دیکھتے ہیں؟ اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ سٹیج ڈرامے مزاح سے بھرپور ہوتے ہیں اور لوگ ان میں کھو کر ہر غم فراموش کر ڈالتے ہیں یعنی وہ بوجھل دل لیے آتے ہیں اور خوش خوش گھر جاتے ہیں۔ اگر سٹیج ڈراموں سے مزاح کا عنصر نکال دیا جائے تو شاید کوئی ان کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے۔

آپ بھی اپنی گفتگو میں دلکشی پیدا کرنے کے لئے مزاح کو بروئے کار

Scanned with CamScanner

لائیں تاکہ لوگ آپ کی صحبت میں خوشی محسوس کریں۔

6- نام کی اہمیت

کہتے ہیں کہ نام میں کیا رکھا ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور پر انگریزی کے مشہور ڈرامہ نگار شیکسپیئر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس نے کہا تھا کہ گلاب کو خواہ کوئی سا نام دے دیں وہ گلاب ہی رہے گا لیکن ہم انسان ہیں گلاب نہیں۔ اس لیے ہمارے لیے نام میں بہت کچھ رکھا ہوتا ہے چنانچہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے مخاطب کا نام معلوم کرکے اسے استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ وہ اسے بہت پسند کرے گا کیونکہ ہر شخص اپنی عزت نفس کو اہمیت دیتا ہے اور جب آپ کسی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے اس کا نام لیتے ہیں تو اسے اپنی عزت نفس میں اضافہ ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ نام ایک فرد کی پہچان ہوتا ہے اور اسے ہر حال میں عزیز ہوتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ دوسروں کا نام یاد نہیں رکھ سکتے لوگ بھی انہیں ذہن سے نکال دیتے ہیں۔

لوگوں کے نام یاد رکھنا اور انہیں استعمال کرنا ایک فن ہے۔ ہر شخص کے لیے اس کا نام ترنم سے بھرپور ہوتا ہے اور وہ اسے اپنی شخصیت کا ایک حصہ قرار دیتا ہے اس لیے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے نام سے مخاطب کیا جائے۔ نام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ بعض لوگ اپنے ہم نام کا سن کر بھی خوش ہوتے ہیں انسان تو ایک طرف جانور تک اپنا نام پکارے جانے پر متوجہ ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

آداب گفتگو

- زیادہ باتیں کرنا کم عقلی کی دلیل ہے۔ اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ زیادہ بولنے سے انسان کا وقار جاتا رہتا ہے۔
- جو کچھ کہنا ہو سوچ سمجھ کر کہنا چاہئے اور بار بار ایک ہی بات کی رٹ نہ لگائیں۔
- اگر کوئی شخص کسی اور سے کوئی بات دریافت کر رہا ہو تو آگے بڑھ کر خود جواب نہ دیں بلکہ پہلے اسے جواب دینے دیں۔
- اگر دو اشخاص آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور آپ ان کی کسی غلطی کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تو ایک دم گفتگو میں نہ کود پڑیں بلکہ ان کی بات ختم ہونے پر اجازت سے بات شروع کریں۔
- اگر کوئی شخص آپ سے کسی موضوع پر بات کر رہا ہو اور آپ اس موضوع کی شدبد نہ رکھتے ہوں تو اس سے معذرت کر لیں۔
- اگر کوئی بات آپ سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو اسے جاننے پر اصرار نہ کریں بلکہ کوئی اور بات شروع کر دیں۔
- اگر کوئی بات ایک گروپ سے پوچھی جا رہی ہے اور آپ بھی اس میں شریک ہیں تو دوسرے شرکاء سے پہل نہ کریں بلکہ اپنی باری آنے پر بولیں۔
- بزرگ لوگ محفل میں موجود ہوں اور ان سے بات کرنا مقصود ہو تو اشارہ نہ کریں۔

Scanned with CamScanner

- دوران گفتگو اپنی آواز اتنی بلند نہ کریں کہ سننے والے کو ناگوار گزرے اور نہ ہی اتنی آہستہ ہو کہ بمشکل سنائی دے۔
- اگر کوئی بات مشکل ہو تو اسے مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں۔ خواہ مخواہ گفتگو کو طول دینے کی کوشش نہ کریں۔
- ایسا مذاق ہرگز نہ کریں جس سے ذلت و حقارت اور دشمنی پیدا ہو۔ ہمیشہ سلجھا ہوا اور شائستہ مذاق کرنا چاہئے۔
- بات کرتے وقت ہاتھ یا آنکھ سے اشارے نہ کریں تاہم ہلکے پھلکے اشارے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔
- جھوٹ غیبت اور چغلی وغیرہ سے پرہیز کریں اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔
- نامانوس اور دقیق الفاظ کی بجائے آسان الفاظ استعمال کریں اور مخاطب کی سمجھ بوجھ کے مطابق گفتگو کریں۔
- ہمیشہ موقع کی مناسبت سے بات کریں اور حالات کی نزاکت کا خیال رکھیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

کامیاب مقرر کے لئے اہم نکات

ایک کامیاب مقرر بننے کے لئے مندرجہ ذیل نکات انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔

1- مستقل مزاجی اور ثابت قدمی

یہ ایک انتہائی اہم نکتہ ہے۔ اگر آپ میں مستقل مزاجی اور ثابت قدمی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے تو آپ کے بارے میں برملا کہا جا سکتا ہے کہ آپ بہت جلد ایک کامیاب مقرر بن سکیں گے۔ اگر آپ میں مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کا فقدان ہے تو آپ کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے کافی محنت کرنا پڑے گی تاہم اگر آپ دل میں ٹھان لیں کہ آپ نے ایک کامیاب مقرر بننا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو آپ کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکے گی۔

چنانچہ سب سے پہلے اپنے جوش و خروش پر غور کریں اور اس کے فوائد ملاحظہ کریں۔ غور کریں کہ اجتماع کے سامنے تقریر کرنے کے لئے آپ کو کس قدر خوداعتمادی درکار ہے۔ نیز فن تقریر کو بروئے کار لاتے ہوئے آپ کو معاشرے میں کیا مقام حاصل ہو گا۔ اور آپ کا حلقہ احباب کس قدر وسیع ہو جائے گا اور آپ کس قدر جلد لوگوں میں شہرت پا لیں گے۔

لاکھوں ڈالر کمانے کے بعد فلپ ڈی آرمر نے کہا تھا کہ "میں ایک

Scanned with CamScanner

لکھ پتی کی بجائے ایک نامور مقرر بنا پسند کروں گا۔"

لوگوں کے سامنے بذریعہ تقریر اپنے خیالات کا اظہار کرکے انہیں ان کی پیروی پر آمادہ کرنے میں جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اس کی وجہ سے آپ کو اپنے اندر ایک عظیم قوت کا احساس ہو گا جس کا اثر آپ کے تفخر اور صلاحیت پر پڑے گا اور آپ خود کو عوام الناس کی سطح سے بلند تصور کریں گے۔

بعض افراد کوشش بسیار کے بعد اس فن میں ناکامی سے حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں۔ یہ ایک غلط رجحان ہے۔ انسان کو کبھی ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور کوشش جاری رکھنی چاہئے کیونکہ جب تک آپ میں جوش و جذبہ موجزن رہے گا، آپ یہ سوچتے رہیں گے کہ فن تقریر کے باعث آپ کو کون سے فوائد حاصل ہوں گے اور آپ ایک پروگرام کے تحت کام شروع کریں گے اور اس طرح کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

2- موضوع کا علم

جب تک کوئی مقرر اپنی تقریر کے موضوع کے بارے میں خاطرخواہ علم نہ رکھتا ہو تب تک وہ سامعین کے سامنے خود کو مطمئن محسوس نہیں کر پائے گا۔ اس کی مثال ایک ایسے اندھے کی سی ہے جو دوسرے اندھوں کو راستہ دکھا رہا ہو۔ چنانچہ موضوع کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اور تقریر کی مناسب تیاری نہ ہونے کی وجہ سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ٹیڈی روز ویلٹ کو ایک بزرگ نے فن تقریر میں کامیابی کے لیے

Scanned with CamScanner

ایک قابل قدر نصیحت کی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ آپ کے لیے بھی مفید ثابت ہو۔ نصیحت یہ تھی۔

"اس وقت تک بات نہ کرو تاوقتیکہ تمہیں یقین نہ ہو
جائے کہ تمہارے پاس کہنے کو کیا ہے اور پھر بات ختم
کرکے بیٹھ جاؤ۔"

لیکن ہم آپ کو اس کے علاوہ گھبراہٹ پر قابو پانے کی نصیحت بھی کریں گے۔ موضوع کا علم ہونے کے علاوہ اگر آپ دوران تقریر کسی جسمانی سرگرمی کا مظاہرہ کرسکتے ہیں تو یہ آپ کی گھبراہٹ رفع کرنے میں مد و معاون ثابت ہو گا مثلاً "تختہ سیاہ پر کچھ لکھنا' کسی چارٹ یا نقشے کی طرف اشارہ کرنا' کاغذوں یا کتابوں کو ادھر ادھر سرکانا کھڑکی کھولنا وغیرہ لیکن ہر حرکت وقت اور حالات کے مطابق کی جانی چاہئے۔

3- خوداعتمادی

ایک مقرر کو چاہئے کہ سامعین کا سامنا کرنے سے پہلے یہ محسوس کرے کہ جیسے ان کا سامنا کرنے کا حوصلہ اس میں قبل ازیں موجود تھا۔ جس طرح خوشی باہر سے نہیں آتی بلکہ انسان کے اندر سے پھوٹتی ہے بالکل اسی طرح ہمت اور خوداعتمادی ہمارے اندر سے جنم لیتی ہے چنانچہ اگر آپ کی خوشی چھن گئی ہے تو آپ خود پر خوشی کی کیفیت طاری کرکے خوشی محسوس کر سکتے ہیں۔ اسی طرح خود کو بہادر محسوس کرنے کے لئے خود کو بہادر ظاہر کیا جا سکتا ہے اور یہ کام قوت ارادی کو بروئے کار لا کر کیا جا سکتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ خود اعتمادی تقریر کی کامیابی کے لیے جزو لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔
تاہم آپ کو اپنے موضوع کا بھی بخوبی علم ہونا چاہئے۔ خود اعتمادی سے کام لیتے ہوئے سٹیج پر آئیں اور ایک گہرا سانس لیں۔ جب آکسیجن زیادہ مقدار میں آپ کے پھیپھڑوں میں پہنچے گی تو آپ کا اعتماد بحال ہو گا اور آپ میں جرات پیدا ہو گی۔

اندر سے خواہ آپ کتنے ہی خوفزدہ کیوں نہ ہوں' آپ کا دل ہتھوڑے کی طرح بج رہا ہو جیسے اچھل کر حلق میں آ جائے گا یا آپ کی ٹانگیں تھرتھر کانپ رہی ہوں آپ جرات کے ساتھ آگے بڑھیں اور یوں ا۔ستادہ ہو جائیں جیسے روئے زمین پر فن تقریر سے زیادہ لگاؤ رکھنے والا آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ آپ تن کر اس طرح سیدھے کھڑے ہوں اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعتماد سے بات کریں گویا کہ وہ آپ کے مقروض ہوں۔ اس تصور کا نفسیاتی اثر آپ پر انتہائی خوشگوار ہو گا۔

گھبراہٹ کی وجہ سے کوٹ کے بٹنوں یا گلے کے لاکٹ سے کھیلنا شروع کر دیں اور نہ ہی ہاتھوں کو باز بار رگڑیں۔ اگر آپ ایسا کئے بغیر نہیں رہ سکتے تو ہاتھوں کو کمر کے پیچھے لے جا کر انگلیوں کو آپس میں پھنساتے رہیں اور آپ کی یہ حرکت کسی کے نوٹس میں نہ آ سکے گی۔ عام طور پر کسی شے کے پیچھے کھڑا ہو کر تقریر کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن کسی میز یا کرسی کے عقب میں کھڑے ہو کر تقریر کرنے سے آپ اپنی گھبراہٹ پر اس طرح قابو پا سکتے ہیں کہ انہیں مضبوطی سے تھام لیں جس سے آپ کا اعتماد

Scanned with CamScanner

بحال ہو گا۔

فوجیوں سے ہمت اور جرات کا سبق سیکھیں وہ جب میدان جنگ میں ہوتے ہیں تو جان کے خطرے کے باوجود حالات سے نہیں گھبراتے اور اپنے اوسان بحال رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ اسلحہ سے نہیں بلکہ فوج کے مورال سے لڑی جاتی ہے۔ اگر فوج میں نصب العین کا فقدان ہو تو اس کی شکست کی پیشن گوئی کرنے میں کوئی باک نہیں۔ اگر کافی عرصہ تک خوداعتمادی کی مشق کی جائے تو تصور آہستہ آہستہ حقیقت میں بدل جاتا ہے۔ اگر آپ کے پاس کہنے کو کچھ ہے تو خود کو ایک تار والا بابو تصور کریں کیونکہ لوگ صرف تار کے پیغام پر غور کرتے ہیں اور بابو پر زیادہ توجہ نہیں دیتے۔

4- پریکٹس

یہ سب سے آخری نکتہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اگر آپ نے گزشتہ تین نکات فراموش بھی کر دیئے تو اسے ضرور یاد رکھیں۔ تقریر میں کامیابی کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ بولنے کی پریکٹس کریں کیونکہ پریکٹس ہی انسان کو مکمل بناتی ہے۔

شروع شروع میں ہر مقرر گھبراہٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔ ایک مقرر کی اس وقت یہی کیفیت ہوتی ہے جو میدان جنگ میں پہلی بار جانے والے فوجی کی ہوتی ہے۔ ایسے شخص کو محض حوصلے کی نہیں بلکہ اپنے اوپر قابو پانے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیز صرف اور صرف پریکٹس سے حاصل

Scanned with CamScanner

ہو سکتی ہے۔ ایک مقرر کو جب قوت ارادی کی مشق کی ذریعے خود پر قابو پانے کی عادت پڑ جائے گی تو اسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

پروفیسر رابنسن کا کہنا ہے۔ "خوف لاعلمی اور بے یقینی کی پیداوار ہے۔" اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے آپ اپنی صلاحیتوں سے لاعلم رہتے ہیں جس کی وجہ تجربات کی کمی ہے۔ جب آپ تجربہ کار ہو جائیں گے تو آپ کا خوف خودکار انداز سے ختم ہو جائے گا بالکل ایسے جیسے رات کی سیاہی میں گرمیوں کی دھوپ غائب ہو جاتی ہے۔

دوسری وجہ بے یقینی ہے۔ پیراکی سیکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ آپ پانی میں چھلانگ لگا دیں چنانچہ ایک مقرر کے لئے لازم ہے کہ صرف کتابوں کا مطالعہ ہی نہ کرتا رہے بلکہ عملی اقدام بھی شروع کر دے یعنی تقریر کا آغاز کر دے۔

سب سے پہلے آپ ایک موضوع کا انتخاب کریں۔ موضوع ایسا ہونا چاہئے جس کے بارے میں آپ کچھ معلومات رکھتے ہوں اور تین منٹ کی تقریر تیار کریں۔ چند بار اس تقریر کی مشق کریں اور پھر بھرپور اعتماد سے حاضرین کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر دیں۔

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

خطرناک غلطیاں

1- ایک سے زیادہ موضوعات پر نہ بولیں

چند منٹ کی تقریر میں ایک سے زیادہ موضوعات پر تقریر کرنا ناممکن ہے لہٰذا صرف ایک ہی عنوان یا مرکزی خیال تک محدود رہیں اور اس پر تفصیلی گفتگو کریں۔

2- ٹامک ٹوئیاں نہ ماریں

تقریر کے دوران خیالات کو 3 یا 4 نکات پر مرکوز رکھیں اور ٹامک ٹوئیاں مارنے کی کوشش نہ کریں۔ بات واضح اور To the piont ہو۔

3- زیادہ/غیرمتعلقہ مثالوں سے گریز کریں

بعض مقررین کو اپنی تقریر میں بہت زیادہ مثالیں استعمال کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ جن میں سے کوئی غیرمتعلقہ بھی ہوتی ہیں جو تقریر کو غیرموثرع بنا دیتی ہیں اس لیے ان سے گریز کرنا چاہئے۔

4- لوگوں کو مشتعل نہ کریں

شروع سے لے کر آخر تک کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے لوگ مشتعل ہو جائیں اور تقریر سننے سے انکار کر دیں۔ ایسی کوئی بات منہ سے نہ نکالیں جس سے اکثریت کے جذبات کو ٹھیس پہنچے ورنہ لوگ آپ کی بات

Scanned with CamScanner

کر کان نہ دھریں گے۔

5- اجتماع سے نہ گھبرائیں

خوداعتمادی کو بروئے کار لا کر تقریر کریں اور لوگوں کے اجتماع کو دیکھ کر ہرگز نہ گھبرائیں۔ یہ تصور کریں کہ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ یہ چیز آپ میں حوصلہ پیدا کر دے گی۔

6- خود کو سامعین سے الگ نہ کریں

دوسرے لفظوں میں اپنے سامعین کو اس قسم کا ہلکا سا بھی تاثر نہ دیں کہ آپ ان سے کسی طرح برتر ہیں اور وہ آپ سے کمتر ہیں۔ اس سلسلے میں کسی نے کیا خوب مثال دی ہے کہ "یہ تو کسی بھوکے کا دوسرے بھوکے کو یہ بتانا ہے کہ فلاں جگہ یہ خوراک ہے۔"

7- منفی انداز اختیار نہ کریں

منفی انداز اختیار کرتے ہوئے کسی کے قومی اور دینی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ اس کی بجائے مثبت انداز فکر اپنائیں تاکہ آپ اپنا پیغام بطریق احسن لوگوں تک پہنچا سکیں۔

Scanned with CamScanner

تقریر کا انداز

اپنی تقریر کے اسلوب اور انداز کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل نکات پر عمل کریں۔

1- اہم الفاظ پر زور

روزمرہ کی بات چیت کے دوران ہم یوں بولتے ہیں جیسے کار ایک ہی رفتار سے چل رہی ہو لیکن ایک دو لفظوں پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں کہ وہ ایک بہت بڑی بلڈنگ کی طرح نظر آتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آپ کا واسطہ اس قسم کی گفتگو سے عموماً" پڑتا رہتا ہو گا اور ممکن ہے کہ کل ہی آپ نے اس انداز میں متعدد دفعہ گفتگو کی ہو اور آئندہ کل بھی یہی انداز اختیار کریں۔

اس کی ایک مثال ذیل میں دی جا رہی ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو خط کشیدہ الفاظ پر زور دے کر پڑھیں۔

> "میں نے جب بھی کسی کام کا ارادہ کیا ہے تو اس میں کامیاب ہوا ہوں کیونکہ میں نے اسے کرنے کا عزم کر رکھا ہوتا ہے۔ میں کبھی کشمکش کا شکار نہیں ہوا اور اسی لیے مجھے دوسرے لوگوں پر سبقت حاصل ہے۔"
>
> نپولین بوناپارٹ

مندرجہ بالا پیرگراف کو پڑھنے کا صرف یہی ایک طریقہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص انہیں کسی اور انداز میں پڑھے۔ الفاظ پر زور دے

Scanned with CamScanner

کر پڑھنے کے سلسلے میں کوئی حتمی اصول موجود نہیں ہیں۔ اس کا دارومدار تقریر کرنے والے پر ہوتا ہے کہ وہ کس لفظ پر زیادہ زور دیتا ہے۔

2- لہجے کا اتار چڑھاؤ

جس طرح سمندر کی لہروں میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اسی طرح آپ کے لہجے میں بھی اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ جس پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی حالانکہ یہ بڑا اچھا تاثر پیدا کرتا ہے اور یہی فطری گفتگو کا اسلوب ہے۔ لہجے کے اس اتار چڑھاؤ کو سیکھنے کے لیے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑتا کیونکہ ہم بچپن میں لاشعوری طور پر یہ انداز اپنا لیتے ہیں۔ بچوں کو آپ نے دیکھا ہو گا کہ وہ الفاظ پر زور دے کر اور ان میں جان ڈال کر بولتے ہیں۔ تاہم سامعین کے سامنے یہی اتار چڑھاؤ مناسب انداز میں استعمال نہ ہونے کی وجہ سے تقریر کو بے جان کر ڈالتا ہے۔

دوران تقریر جب آپ کو محسوس ہو کہ آپ کی گفتگو دلچسپی سے خالی ہے تو ایک لحظہ کے لیے رک کر خود پر غور کریں کہ آپ ایک مشین کی طرح الفاظ منہ سے نکال رہے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں سے فطری انداز اختیار کرتے ہوئے بات کریں گے تو آپ کامیاب ٹھہریں گے۔

اس کا ایک اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی فقرے کا انتخاب کر لیں اور اپنے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر یا گھر سے باہر جا کر اسے مختلف انداز سے دہرانے کی کوشش کریں۔ اکثر مشہور مقرر یہی طریقہ اختیار کیا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

مندرجہ ذیل فقرات میں خط کشیدہ الفاظ کو دوسرے الفاظ کے مقابلے میں مدہم آواز میں بولنے کی کوشش کریں اور غور کریں کہ کیسے محسوس ہوتے ہیں۔

1- مجھ میں محض یہ خوبی ہے کہ میں نے کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔

(مارشل فوچ)

2- تعلیم کا اصل مقصد علم نہیں بلکہ عمل ہے۔

(ہربرٹ سپنسر)

3- لہجے کی تبدیلی

جب ایک بچہ بات کرتا ہے یا ہم عام انداز سے باتیں کرتے ہیں تو اس دوران ہم لہجہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح لہجہ تبدیل کرنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک قدرتی انداز ہے جو ہم لاشعوری طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہمارے خیالات کو اہم بنا دیتا ہے۔

امریکہ کا صدر ابراہام لنکن تقریر کے دوران یہی طریقہ اختیار کیا کرتا تھا۔ وہ چند الفاظ جلدی جلدی بول کر اہم لفظ پر آواز ڈھیلی چھوڑ دیتا اور پھر اس پر زور دے کر تیزی سے فقرہ مکمل کر دیتا۔ وہ ایک یا دو اہم لفظوں پر اتنا ہی وقت لگاتا جتنا کہ بعد میں آنے والے چھ کم اہم الفاظ پر صرف کرتا تھا۔

اس قسم کا اسلوب تقریر بہت متاثر کن ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کا اقتباس باآواز بلند پڑھ کر اس پر غور کریں۔

Scanned with CamScanner

"میری عمر چھیاسی سال ہو گئی ہے۔ میں نے سینکڑوں افراد کو کامیابی سے ہمکنار ہوتے دیکھا ہے۔ کامیابی کے تمام عناصر میں اعتماد کا عنصر سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جرات کے بغیر انسان دنیا میں کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتا"

کارڈنیل گبن

اگر آپ جرات اور اعتماد کے خیال پر زور دینا چاہتے ہیں تو خط کشیدہ الفاظ کو آہستہ آواز میں زبان سے نکالیں جیسے آپ خود بھی ان سے متاثر ہوں۔ اسی انداز کو اپناتے ہوئے "تیس لاکھ ڈالر" اتنی تیزی سے کہیں کہ یہ ایک معمولی سی رقم محسوس ہو اور "تیس ہزار ڈالر" کو آہستہ آہستہ اور متاثر کن انداز میں کہیں تو یہ ایک بڑی رقم نظر آنے لگے گی۔ کیا آپ نے تیس ہزار ڈالر کو تیس لاکھ ڈالر سے بڑی رقم نہیں بنا دیا؟

4- اہم بات سے پہلے اور بعد وقفہ

ابراہام لنکن اپنی تقریر کے دوران اکثر وقفہ استعمال کرتا تھا۔ وہ جب سامعین کے ذہن میں کوئی خاص نکتہ پختہ کرنا چاہتا تھا تو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا تھا۔ دیکھنے کا یہ وقفہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف مبذول کر دیتا تھا۔ اور لوگ اس کے اگلے نکتے کو سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے۔ جس فقرے کو زوردار انداز سے کہنا ہوتا تھا اس سے پہلے لنکن ایک آدھ ثانیے کے لئے خاموش ہو جاتا تھا۔ اس وقفے کے دوران وہ جملہ سامعین کے ذہن نشین ہو کر اپنا رنگ دکھا دیتا تھا۔ تاہم اس

Scanned with CamScanner

وقفے کا انداز برجستہ اور لاشعوری قسم کا ہونا چاہئے اور اس میں بناوٹ کا عنصر نہیں ہونا چاہئے۔

"آپ کی خاموشی آپ کی گفتگو بھی بن سکتی ہے۔"

کیپلنگ

اگر خاموشی کو تقریر کے دوران برجستہ انداز سے استعمال کیا جائے تو یہ انتہائی موثر ثابت ہوتی ہے اور ایک غیرمرئی ہتھیار کی طرح کام کرتی ہے لیکن اکثر نئے مقرر اس بات پر خاطرخواہ توجہ نہیں دیتے۔

ذیل میں ایک اقتباس دیا جا رہا ہے اور ان لفظوں اور فقروں کو نشان زد کیا گیا ہے جہاں وقفہ مناسب اور موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ اس میں کسی اور جگہ وقفہ دینا پسند کریں تو یہ آپ کی صوابدید پر ہے کیونکہ اس ضمن میں کوئی بات حتمی نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ آپ تقریر میں آج جس جگہ وقفہ دیتے ہیں کل وہاں وقفہ نہ دیں۔ پہلے اس اقتباس کو وقفہ دیئے بغیر تیزی سے پڑھ جائیں اور اس کے بعد جہاں وقفہ دیا گیا ہے وہاں وقفہ دے کر پڑھیں اور ملاحظہ کریں کہ ان وقفوں سے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

"مال بیچنا ایک جنگ ہے۔" (رک کر سامعین کے ذہن میں جنگ کا خیال ابھرنے دیں) "اور صرف جنگجو ہی اسے جیت سکتے ہیں۔" (وقفہ دے کر یہ تصور لوگوں کے اذہان میں ابھرنے دیں۔) "خواہ ہم حالات پسند کریں یا نہ کریں لیکن ہم انہیں تبدیل نہیں کر سکتے۔" (وقفہ) "مال فروخت کرتے وقت ہمت سے کام لیں۔" (وقفہ) اگر آپ ایسا نہیں کریں گے" (لمبا وقفہ

دیں تاکہ حاضرین متوجہ ہو جائیں) ”تو آپ کو مال فروخت کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔“ (وقفہ) ”کرکٹ کا وہ کھلاڑی کبھی چھکا نہیں لگ سکتا جو گیند سے خائف ہو۔“ (وقفہ دے کر یہ فقرہ سامعین کو ذہن نشین کرنے دیں) ”ہمیشہ وہ کھلاڑی چھکا لگاتا ہے جو آگے بڑھ کر گیند کو ضرب لگاتا ہے۔“ (طویل وقفہ دیں تاکہ سامعین چوکنے ہو جائیں) یہ کھلاڑی جرات اور عزم سے بہرہ مند ہوتا ہے۔“

مندرجہ ذیل فقرات کا غور سے مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں وقفہ ضروری ہو گا۔

1- انسانی امراض کے لیے کوئی اکسیر دوا موجود نہیں۔ کسی دوا کی شہرت ہی اسے اکثیر کا درجہ دے دیتی ہے۔

پروفیسر فاکس ول

2- دو شخصیات سے میں بے حد خوش ہوں--- خدا اور گارفیلڈ--- اس دنیا میں گارفیلڈ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اور دوسری دنیا میں خدا کے ساتھ۔

گارفیلڈ

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

مندرجہ ذیل الفاظ سے احتراز کریں

1- "وقت کم ہے"

نفسیاتی طور پر یہ فقرہ غلط اثرات مرتب کرتا ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے---- آپ کے سامعین کو آپ کی باتوں میں اس قدر محو ہونا چاہیئے کہ انہیں وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہو۔ اس قسم کا غیرضروری فقرہ بول کر آپ وقت کی طرف ان کا دھیان لگاکران کی توجہ بٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

2- "مجھے تیاری کے لئے زیادہ وقت نہیں ملا۔"

اگر آپ کو تیاری کے لیے وقت نہیں ملا تو پھر آپ کو ہرگز تقریر نہیں کرنی چاہئے۔ اس قسم کے تبصرے کا واضح ردعمل ہو گا۔" اگر اس شخص کے پاس تقریر کی تیاری کے لیے وقت نہ تھا تو اسے تقریر کرنے کا کوئی حق نہیں اور یہ صرف میرا وقت ضائع کر رہا ہے۔"

3- "کیا آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟"

یہ ایک عام غلطی ہے جس کا ارتکاب اکثر سکول اور کالج اساتذہ کرتے ہیں۔ جب آپ کسی سے اس قسم کا فضول سوال کرتے ہیں آپ انسانی نفسیات کے بارے میں ایک اہم بات نظرانداز کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہ اپنی بات کو واضح اور آسان انداز میں لوگوں سے آگے بیان کریں

Scanned with CamScanner

تاکہ وہ کسی غلط فہمی کے بغیر اسے پوری طرح سمجھ سکیں۔

4- "صبح میں نے اپنے دوست سے تقریر کے بارے میں مشورہ کیا"

اس قسم کا تبصرہ صرف آپ کے دوست کو ہی خوش کر سکتا ہے کیونکہ تقریر میں آپ "بزرگوں نے یہ کہا ہے" کی بجائے "میرے دوست نے یہ کہا ہے۔" نہیں کہہ سکتے۔

5- "آخر میں-----"

حالانکہ آپ اپنی تقریر کا اختتام فوراً نہیں کر رہے بلکہ چند منٹ بعد کریں گے چنانچہ ایسا کہنے سے یہ تاثر ہو گا جیسے آپ کا "آخر" ختم ہی نہیں ہو گا تاہم اگر واقعی آپ آخری نکتے پر بات کرنا چاہ رہے ہیں تو یہ نکتہ مختصر اور جامع ہونا چاہئے۔

6- "اب میں تقریر کا اختتام کرتا ہوں"

اگر آپ اختتام کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اصل میں آپ کو کئی منٹ پہلے اختتام کر دینا چاہئے لیکن آپ نے نہیں کیا جب آپ واقعی ختم کر دیں گے تو سامع یہ محسوس کریں گے۔ "کاش مقرر چند منٹ مزید تقریر کرتا۔"

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

سٹیج اور شخصیت

تقریر کی تیاری کے علاوہ شخصیت کا بھی فن تقریر میں بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ کسی دانشور کا قول ہے کہ تقریر کو کامیاب بنانے میں الفاظ کی بجائے انداز کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ تاہم دونوں باتوں کو ملا کر عمل کیا جائے تو اچھے نتائج مرتب ہو سکتے ہیں لیکن شخصیت کی وضاحت اتنی آسان نہیں ہے۔ کسی شخص کی جسمانی ساخت، اس کے ذہنی رجحانات اس کی تربیت اور تجربات و مشاہدات کو اس کی شخصیت کہتے ہیں۔

کسی شخص کے شخصیت کا تعلق اس کے خاندانی پس منظر اور حالات پر ہوتا ہے اور اس میں تبدیلی یا اصلاح کرنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے تاہم اس کی طرف مناسب توجہ دے کر شخصیت میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے۔

اپنی شخصیت کے بھرپور استعمال کے لئے آپ کو چاہئے کہ تقریر سے قبل مکمل آرام کریں کیونکہ اگر آپ تھکاوٹ کا شکار ہیں تو آپ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے نیز تقریر کی تیاری بروقت کر لیں۔اور اسے کسی صورت ملتوی نہ کریں اور آخری وقت میں تیاری کر کے نقصان کی تلافی کرنے کی کوشش نہ کریں اور آخری وقت میں تیاری کر کے نقصان کی تلافی کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس طرح کرنے سے آپ کا دماغ تھک جائے گا اور توانائی ضائع ہو گی۔

Scanned with CamScanner

اگر آپ کو کسی جگہ سہ پہر کے وقت تقریر کرنا ہے تو دوپہر کا کھانا بالکل ہلکا پھلکا ہونا چاہئے۔ اس کے بعد قیلولہ کریں جو کہ آپ کے لیے ذہنی اور جسمانی طور پر ازحد ضروری ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے سے آپ اپنی تقریر بخوبی نہیں کر سکیں گے۔

ایک پرجوش مقرر سامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیاب رہتا ہے۔ لندن کا ہائیڈ پارک اس کی بہترین مثال ہے جہاں اتوار کی شام ہر قسم کے مقرر آتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان میں کوئی عیسائی مقرر اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈال رہا ہوتا ہے' کوئی مسلمان دو شادیوں کی حمایت میں اپنے دلائل دے رہا ہوتا ہے۔ کوئی کمیونسٹ کارل مارکس کے گرد سینکڑوں افراد جمع ہوتے ہیں اور کسی کے گرد صرف چند ایک لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ایسا محض موضوع کی دلچسپی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ جو مقرر زیادہ دلچسپ ہو گا لوگ اس کی طرف زیادہ آئیں گے اور وہ اپنے جوش و خروش کی بنا پر لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا لیتا ہے۔

سٹیج کے حوالے سے مندرجہ ذیل نکات پر عمل کریں۔

1- خوش لباسی

یہ ایک عام سی بات ہے کہ جب آپ نے اچھا لباس زیب کر رکھا ہو تو آپ کے دل میں ایسے حقیقی جذبات پیدا ہوتے ہیں جنہیں الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ خوش لباسی انسان کے اعتماد میں اضافہ کرتی ہے اور

Scanned with CamScanner

انسان اپنے آپ کو ایک اہم شخصیت قرار دیتا ہے۔ جب کوئی شخص خود کو کامیاب قرار دے لے تو اس کے لیے کامیابی حاصل کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔ اچھا لباس بھی ایک مقرر کی شخصیت پر کم و بیش اسی قسم کے اثرات مرتب کرتا ہے۔

جب کسی مقرر کی پتلون پھٹی ہو یا اس کی شرٹ میلی ہو یا کوٹ کی حالت بری ہو یا اس کی جیب سے اخبار جھانک رہا ہو یا خاتون مقرر کے ہاتھوں میں بدنما پرس ہو تو ایسے مقرر کی سامعین کی نظروں میں اتنی ہی اہمیت ہوتی ہے جتنی خود اس کی اپنی نگاہوں میں اپنے لباس کی ہوتی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ پریشان حال، منتشر بالوں اور فرسودہ لباس کی طرح اس کے خیالات بھی منتشر اور فرسودہ ہوں گے۔

ایک مقرر ہمہ وقت ہر زاویے سے قارئین کی نظروں میں ہوتا ہے اس لیے اسے اپنی شخصیت کا خوبصورت انداز لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔

2- مسکراہٹ

چینی زبان کی ایک ضرب المثل ہے کہ جس دکاندار کو مسکرانا نہیں آتا اسے دکان نہیں کھولنی چاہئے۔ سامعین کے سامنے مسکرانا بھی اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے جتنا دکاندار کے سامنے۔ مسکراہٹ دوسرے کو فوراً اعتماد میں لے لیتی ہے اور ہم ایسے شخص کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے مقرر کو اپنے ساتھ ساتھ سامعین سے بھی دلچسپی ہوتی ہے اور سامعین

بھی ایسے شخص کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

اس کے برعکس بعض مقرر ایسے بھی ہوتے ہیں جو رونی صورت بنائے تقریر کرنے کے لئے سامعین کے سامنے جاتے ہیں اور تقریر جیسے تیسے ختم کرکے شکر کا سانس لیتے ہیں اور سامعین ان کے چلے جانے پر اطمینان کا سانس لیتے ہیں۔ یعنی ایک مقرر جس قسم کا رویہ اختیار کرے گا اس کے سامعین بھی اسی قسم کے ردعمل کا اظہار کریں گے۔ اکثر سامعین تقریر سے پہلے ہی مقرر کے بارے میں اندازے لگا لیتے ہیں اور اسی بنا پر اسے قبول یا رد کر دیتے ہیں اس لیے ہمارا انداز اس قسم کا ہونا چاہئے کہ سامعین کھلے دل سے ہمارا استقبال کریں اور ہمیں خاطرخواہ توجہ دیں۔

3- مقرر کے چہرے پر روشنی

جس کمرے میں آپ تقریر کرنے والے ہوں وہاں روشنی کا مناسب انتظام ہونا چاہئے۔ اگر کمرے میں روشنی کا مناسب انتظام نہیں تو نہ صرف یہ کہ آپ اپنے جذبات کا بھرپور اظہار نہیں کر سکیں گے بلکہ سامعین بھی آپ کی باتوں پر توجہ نہیں دے سکیں گے۔

مقرر کو ایسا بندوبست کرانا چاہئے کہ روشنی براہ راست اس کے چہرے پر پڑے کیونکہ لوگ اسے دیکھنا چاہتے ہیں اور بعض اوقات الفاظ کی بجائے مقرر کے چہرے کا تاثر ہی اس کی تقریر کے کسی پہلو کی بخوبی وضاحت کر دیتا ہے یعنی الفاظ سے زیادہ تاثرات اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔

اگر مقرر بلب کے نیچے کھڑا ہو گا تو اس کے چہرے پر بلب کا سایہ

Scanned with CamScanner

پڑے گا اور اگر وہ بلب کے عین سامنے کھڑا ہو گا تو اس کی آنکھوں میں روشنی پڑے گی۔ چنانچہ تقریر سے پہلے روشنی کا انتظام اس طرح کرنا چاہیے کہ آپ کے چہرے پر مناسب روشنی پڑے۔ اور لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔

4- سٹیج اور فالتو اشیاء

تقریر کرتے وقت کسی میز کے عقب میں کھڑے ہو کر خود کو چھپانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ سامعین آپ کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھنا چاہتے ہیں حتیٰ کہ وہ آگے جھک کر اور گردن پھیلا کر آپ کو دیکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

سٹیج کو مناسب انداز سے سجانا چاہیے اور ہر فالتو شے ہٹا دینی چاہیے۔ بعض مقرر پانی کا گلاس منگوا کر اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں اور گاہے بگاہے گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے ہیں۔ اس کی بجائے وہ چٹکی بھر نمک یا کوئی گولی از قسم ہو ئیسٹ وغیرہ استعمال کریں تو بہتر ہو گا۔

مقرر کے پیچھے کسی قسم کا سامان پڑا ہوا نہیں ہونا چاہیے۔ نیز دائیں بائیں بھی ایسی کوئی شے نہیں رکھنی چاہیے جس سے لوگوں کی توجہ مقرر کی بجائے اس شے کی طرف مبذول ہو۔ فالتو اشیاء کی موجودگی سے پورا ماحول بے ترتیب نظر آتا ہے۔ اس لیے سٹیج سے فالتو اشیاء ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کریں کیونکہ کسی دانشور کا قول ہے کہ فن تقریر میں سب سے اہم چیز خود مقرر ہوتا ہے۔ اس لئے مقرر کو سامعین کے سامنے تن کر کھڑا ہونا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

5- سٹیج پر فالتو لوگ

سامعین سٹیج پر موجود کوئی بھی شے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے سٹیج سے فالتو اشیاء ہٹانے کے ساتھ ساتھ فالتو لوگوں کو بھی ہٹا دیا جائے بلکہ سرے سے سٹیج پر بلایا ہی نہ جائے تو بہتر ہے اس اصول پر عمل کرنے سے آپ کو سامعین سے عدم دلچسپی کی شکایت نہیں رہے گی۔

دوران تقریر مقرر کو اپنے انگوٹھے یا لباس سے نہیں کھیلنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے سامعین کی توجہ ہٹ جاتی ہے اور اس شے پر مرکوز ہو جاتی ہے اس کے علاوہ سامعین کے بیٹھنے کا انتظام اس طرح کیا جائے کہ دیر سے آنے والے لوگوں پر ان کی نظر نہ پڑ سکے تاکہ ان کی توجہ آپ کی طرف ہی رہے۔ اور کوشش کریں کہ سٹیج پر کوئی مہمان نہ ہو کیونکہ اکثر مہمان سٹیج پر ادھر سے ادھر آتے جاتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے سرگوشیاں بھی کرتے رہتے ہیں نیز وہ جب اپنی ٹانگوں یا ہاتھوں کو بیٹھے بیٹھے حرکت دیتے ہیں تو سامعین کی نگاہیں مقرر سے ہٹ کر ان کی طرف مبذول ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ سٹیج پر آپ کے علاوہ دوسرا کوئی شخص نہ ہو۔

6- سامعین کا انداز نشست

سامعین کا انداز نشست تقریر کی کامیاب کے لئے کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک مقرر کو چاہیئے کہ لوگوں کو شانہ بشانہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ بٹھائے۔ اس طرح سامعین میں ہم آہنگی پیدا ہو گی اور وہ اس کی

Scanned with CamScanner

باتیں غور سے سنیں گے لیکن جب سامعین منتشر بیٹھے ہوں تو درمیان میں خالی کرسیاں ان کے جذبات کو سرد کر دیتی ہیں اور ان پر تقریر کا زیادہ اثر نہیں ہوتا۔

بعض مقرر تھوڑے افراد کی بجائے زیادہ افراد کے سامنے تقریر کرنا پسند کرتے ہیں اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ زیادہ سامعین ان میں تحریک پیدا کرتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ ایک مقرر دس آدمیوں کے سامنے بھی اس طرح تقریر کر سکتا ہے جس طرح سو آدمیوں کے سامنے بشرطیکہ وہ دس افراد اس کے سامنے اس طرح براجمان ہوں کہ وہ ایک دوسرے کو تقریباً چھو رہے ہوں۔ لیکن اگر ایک سو افراد بھی فاصلے پر بیٹھے ہوں تو کمرہ خالی خالی لگے گا۔ سامعین کو اکٹھا کر کے انہیں زیادہ متاثر کیا جا سکتا ہے۔ تاہم چھوٹے مجمع کے لیے چھوٹے کمرے کا اور بڑے مجمع کے لیے بڑے کمرے کا انتظام کیا جانا چاہئے تاکہ کمرہ خالی خالی نہ لگے نیز پلیٹ فارم پر تقریر کرنا لازمی نہیں ہے اگر سامعین کم ہیں تو اس کے بغیر بھی کام چلایا جا سکتا ہے۔

7- مقرر کا انداز نشست

مقرر کو چاہئے کہ تقریر کے آغاز سے قبل ہی سامعین کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھے بلکہ بہتر ہے کہ وہ تقریر شروع کرنے سے چند لمحے پہلے ہی سٹیج پر آئے اور تقریر کا آغاز کر دے۔

اگر مجبوراً تقریر سے پہلے بیٹھنا ہی پڑے تو اس کے لیے خاص احتیاط

Scanned with CamScanner

کی ضرورت ہوتی ہے۔ اکثر مقرر حواس باختہ ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور جب کوئی کرسی خالی نظر آتی ہے تو بھاگ کر اس پر دھم سے گر جاتے ہیں۔

کرسی پر بیٹھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ بیٹھے ہوئے کرسی آپ کی ٹانگوں کی پشت کو چھوتی رہے اور جسم سر سے کولہوں تک بالکل سیدھا ہونا چاہیئے۔

دیگر حرکات

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا تقریر کے دوران آپ کو اپنے لباس وغیرہ سے کھیلنا نہیں چاہیئے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف لوگوں کی توجہ آپ کی طرف نہیں رہتی بلکہ یہ آپ کی خوداعتمادی میں کمی کا بھی مظہر ہے۔ تقریر کے علاوہ آپ کی زائد حرکت لوگوں کی توجہ میں انتشار کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے آپ کو چاہیئے کہ سیدھے کھڑے ہو کر جسم پر قابو رکھیں اور اپنے ذہن پر قابو پائیں۔

جب آپ تقریر کرنے لگیں تو فوراً سے پیشتر آغاز نہ کر دیں بلکہ ایک گہرا سانس لے کر سامعین کی طرف نگاہ دوڑائیں۔ اور اگر کسی جانب سے کوئی آواز آ رہی ہو تو اس کے ختم ہونے پر تقریر کا آغاز کریں۔ اکثر مقرر ان باتوں کی احتیاط نہیں کرتے۔ آپ کے ہاتھ فطری انداز میں آپ کے اطراف میں لٹکے رہیں تو بہتر ہے۔ لیکن کسی بات کی وضاحت کے لیے آپ انہیں فطری انداز سے حرکت دے سکتے ہیں۔ اس طرح کسی کو بھی آپ کے ہاتھوں پر اعتراض نہ ہو گا۔

Scanned with CamScanner

لیکن اگر آپ گھبراہٹ کا شکار ہیں اور اس حالت میں ہاتھوں کو کبھی پشت کی طرف لے جاتے ہیں اور کبھی جیبوں میں لے جاتے ہیں تو ایسا کرنے سے نہ صرف آپ خود پریشان ہوں گے بلکہ سامعین کی توجہ کو بھی منتشر کریں گے۔ ہاں اگر آپ کے پاس تقریر کے لیے اچھا مواد ہے اور آپ اسے اچھے انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو ہاتھوں کو کسی وقت جیب میں ڈالنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور لوگ اس پر اتنی توجہ نہیں دیں گے۔

Scanned with CamScanner

تقریر کی تیاری

تقریر کرنے سے پہلے آپ کو اس کی مکمل تیاری کر لینی چاہئے کیونکہ تیاری آپ کو اعتماد فراہم کرتی ہے لیکن تقریر کی تیاری نہ کرنے والے مقرر کا حال اس فوجی کا سا ہوتا ہے جو میدان جنگ میں خالی ہاتھ یا بھیگے ہوئے بارود کے ساتھ جاتا ہے۔ اس پر خوف اور گھبراہٹ کا چھانا فطری سی بات ہے۔ ایک دانشور کا قول ہے کہ نامکمل تیاری سے سامعین کے سامنے تقریر کرنا ایسا ہی ہے جیسا مقرر نے آدھا لباس پہن رکھا ہے۔

اکثر مقرر اپنی تقاریر احتیاط سے تیار کیوں نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ تیاری کے صحیح مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اس لیے اسے نظرانداز کر دیتے ہیں یا پھر قلت وقت کے باعث تیاری نہ ہونے کے عذر تراشتے ہیں۔ ذیل میں ان تمام مسائل پر روشنی ڈالی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

تیاری کا صحیح طریقہ

تیاری سے کیا مراد ہے؟ کیا کسی کتاب کا مطالعہ کرنا تیاری کہلاتا ہے؟ اگرچہ یہ بھی تیاری کے طریقوں میں سے ایک ہے لیکن اسے بہترین قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگرچہ مطالعہ آپ کی تقریر کے ضمن میں ممدو معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ تاہم کسی کتاب میں بیان شدہ خیالات کو من و عن لوگوں کے سامنے پیش کر دینے میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور رہ جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی کے خیالات کو بیان کرنے سے مقرر کے اندر جوش و خروش پیدا نہ ہو گا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو اپنی تقریر سے متاثر نہیں کر سکے گا۔

مثال کے طور پر ایک صاحب نے امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن کے بارے میں تقریر کرنا تھی۔ انہوں نے چند اہم باتیں جلدی سے کسی اخبار کے شائع کردہ کتابچے سے نقل کر لی تھیں۔ وہ باتیں انتہائی خشک اور غیرمربوط نظر آتی تھیں چونکہ اس تقریر میں ان کے اپنے جذبات شامل نہ تھے۔ اس لیے ان کی تقریر میں جان نہیں تھی اور وہ حاضرین کو متاثر کرنے میں ناکام رہے۔

اس واقعہ کے دو ہفتوں بعد ایک چور نے ان کی کار ایک پبلک گیراج سے چوری کر لی۔ انہوں نے پولیس کو رپورٹ کی لیکن کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہ ہوا حالانکہ ایک ہفتہ قبل انہیں اس بات پر جرمانہ ہوا تھا کہ

انہوں نے پبلک گیراج میں پندرہ منٹ سے زیادہ کار کھڑی کی تھی۔ وہ اس بات پر برافروختہ ہوئے کہ پولیس جرمانہ کرنے میں تو پیش پیش تھی لیکن کار کے چور کو نہ پکڑ سکی اس واقعہ پر انہوں نے جو اظہار خیال کیا۔ وہ کسی اخبار سے نقل شدہ نہ تھا بلکہ ایسی باتیں تھیں جو ان کے دل کی آواز تھیں اور ان کی شخصیت کا ایک حصہ تھیں۔ پولیس کی مذمت کرتے وقت انہیں الفاظ رٹنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی اب وہ یوں بول رہے تھے جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ رہا ہو۔ اس قسم کی تقریر کبھی ناکام نہیں ہوتی جس میں مقرر کے اپنے جذبات اور تجربات شامل ہوں۔

چنانچہ تقریر کی تیاری کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ چند ایسے خیالات کو مربوط کر لیا جائے جن میں آپ کی شخصیت بہت کم نظر آئے بلکہ تیاری کا اصل مفہوم یہ ہے کہ آپ کے خیالات میں باہمی ربط ہو اور وہ آپ کے ذاتی خیالات ہوں۔

تیاری کا مطلب ہے غور و فکر کرنا' پرانی یادداشتوں کو کھنگالنا' متاثر کن باتوں کا انتخاب کرنا اور پھر ان میں اصلاح کرکے انہیں ایک مناسب سانچے میں ڈھالنا۔ اس کے لیے تھوڑی سی توجہ اور غور کی ضرورت ہے۔

ہر وہ موضوع جس میں آپ کو دلچسپی کا پہلو نظر آئے۔ آپ مشق کی خاطر اس پر خامہ فرمائی کر سکتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی تقریر میں بہت زیادہ خیالات جمع کرنے کی غلطی کا ارتکاب نہ کریں بلکہ ایک یا دو نکات پر اچھی طرح بحث کریں تبھی آپ کامیاب ہوں گے۔

اپنے موضوع کا پہلے ہی سے تعین کر لیں تاکہ جب بھی آپ کو وقت

Scanned with CamScanner

ملے آپ اس کے بارے میں غور و فکر کرتے رہیں۔ کم از کم ایک ہفتہ اس پر سوچیں اس کے بعد اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں جب بھی وقت ملے اس کے بارے میں غور کریں۔ اپنے دوستوں سے مشورہ کریں اور اُسے گفتگو کا موضوع بنائیں۔

مثال کے طور پر آپ طلاق کے مسئلہ پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو اس کے متعلق ہر ممکن سوال خود سے کریں اور سوچیں کہ طلاق کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کے مالی نقصانات کیا ہیں؟ اس کی وجہ سے کون سے معاشی اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ معاشرے سے اس لعنت کا خاتمہ کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ وغیرہ اپنی تقریر کو تبلیغ کا رنگ نہ دیں ورنہ لوگ بوریت کا شکار ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

تیاری کے دو اہم نکات

ذیل میں تقریر کی تیاری کے لیے دو اہم نکات دیئے گئے ہیں۔ آپ ان پر عمل کرکے ایک کامیاب مقرر بن سکتے ہیں۔

1- تحریری یادداشتوں کو کھنگالنا

تقریر کی تیاری کے دوران کاغذ کے مختلف پرزوں پر اپنی یادداشتیں جمع کرنے کے بعد ان کی چھان بین کریں۔ انہیں خیالات کی ترتیب کی بنا پر آگے پیچھے کر لیں۔ ان میں آپ کی تقریر کے تمام پہلو شامل ہونے چاہئیں۔ اب ان کاغذات کو مختلف حصوں میں منقسم کر دیں۔ ان میں جو خیالات قابل استعمال ہوں انہیں رکھ لیں اور باقی نکال دیں۔ کوئی بھی مقرر تمام جمع شدہ مواد استعمال نہیں کرتا۔

یہ کام اس وقت تک جاری رکھیں جب تک تقریر کی مکمل اصلاح نہ ہو جائے۔

ایک اچھے مقرر کو تقریر کے اختتام پر اس کے چار عکس نظر آتے ہیں۔ پہلا عکس وہ تقریر ہے جو اس نے تیار کی تھی دوسرا عکس وہ تصویر ہے جو اس نے لوگوں کے سامنے پیش کی تھی۔ تیسرا عکس اس تقریر کے متعلق لوگوں کا تبصرہ ہے اور چوتھا عکس وہ ردعمل ہے جو گھر واپسی پر اس کے ذہن میں ابھرتا ہے کہ کاش وہ فلاں انداز سے تقریر کرتا۔

تاہم تحریری یادداشتیں تقریر کے دوران ہرگز استعمال نہیں کرنی

Scanned with CamScanner

چاہئیں۔ بقول ابراہام لنکن "یہ تحریری یادداشتیں لوگوں کو متذبذب کرنے کے علاوہ انہیں تھکاوٹ کا شکار بھی کر دیتی ہیں۔" اس قسم کی تحریری یادداشتیں تقریر کی پچاس فیصد دلچسپی کو ختم کر ڈالتی ہیں اور اس طرح مقرر اور حاضرین کا رابطہ مشکل ہو جاتا ہے اور سامعین یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ مقرر میں اعتماد کی کمی ہے جو کہ ایک اچھے مقرر کے لیے انتہائی ضروری چیز ہے۔

تقریر کی تیاری کے دوران بے شک تحریری یادداشتیں جمع کریں اور ان پر غور و خوض کریں اور اگر ضرورت محسوس کریں تو تقریر کرتے وقت انہیں جیب میں رکھ لیں تا کہ آپ خود کو مطمئن محسوس کر سکیں انتہائی ضرورت کے علاوہ انہیں بالکل استعمال نہ کریں۔ تاہم مبتدی حضرات شروع شروع میں تحریری یادداشتوں سے کام لے سکتے ہیں کیونکہ ایک بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو وہ شروع میں کسی چیز کا سہارا لیتا ہے لیکن بعد میں وہ یہ سہارا لینا ترک کر دیتا ہے۔ اس لیے آپ بھی بوقت ضرورت ہی تحریری یادداشتوں کو استعمال میں لائیں اور کوشش کریں کہ ان کے بغیر ہی تقریر کی جائے۔

2- لفظ بہ لفظ یاد کرنا

تقریر پڑھ کر اسے لفظ بہ لفظ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ایسا کرنے سے ایک تو وقت کا ضیاع ہوتا ہے دوسرے پریشانی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ لفظ بہ لفظ تقریر ازبر کرکے تقریر کرنے والا شخص اپنے پیغام کے

Scanned with CamScanner

بارے میں غور و فکر نہیں کرتا جو کہ اس نے سامعین کو پہنچانا ہوتا ہے بلکہ وہ تو لفظوں کو رٹنے کی فکر میں ہوتا ہے اور وہ آگے کی بجائے پیچھے کی طرف سوچتا ہے۔

اگر آپ کسی سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں تو کیا آپ اس کا مواد یاد کرنا شروع کر دیں گے؟ آپ یقیناً ایسا نہیں کریں گے بلکہ آپ اپنے موضوع پر غور و فکر کریں گے تاکہ خیالات آپ کے ذہن میں ابھرنے لگیں۔ کیا آپ نوٹس لیں گے یا کتابیں پڑھیں گے یا سوچیں گے کہ آپ فلاں موقع پر فلاں بات فلاں وجہ سے کریں گے بالکل نہیں۔ اگر کسی عام ملاقات کے لیے یہ طریقہ مناسب نہیں ہے تو کسی عام تقریر کی تیاری میں یہ طریقہ کیسے موزوں رہے گا۔ کسی دانشور کا قول ہے "الفاظ کے پیچھے نہ دوڑو بلکہ خیالات کو تلاش کرو۔" جب خیالات اکٹھے ہوں تو الفاظ خود بخود کھنچتے چلے آئیں گے۔

جب آپ کے ذہن میں خیالات جمع ہونا شروع ہو جائیں تو تقریر کی پریکٹس کریں۔ یہ عمل خاموشی سے جاری رکھیں بالکل اسی طرح جس طرح آپ برتن میں پانی ابلتا دیکھتے ہیں یا کوئی اور کام کرتے ہیں خود کو کمرے میں بند کرکے بھرپور آواز میں ہاتھوں اور چہرے کی حرکات و سکنات کے ساتھ تقریر کیں۔ سامعین کو اپنے سامنے تصور کریں کہ جب سچ مچ سامعین آپ کے سامنے ہوں تو آپ جھجک محسوس نہ کریں۔

Scanned with CamScanner

تقریر تیار کرنے کا بہترین طریقہ

تقریر کو بہترین ترتیب کے سلسلے میں کوئی قطعی اصول نہیں ہے۔ کوئی اصول ہر قسم کی تقریر پر پورا نہیں اتر سکتا۔ تاہم ذیل میں تقریر تیار کرنے کے لیے ایک طریقہ بیان کیا گیا ہے جو کہ آپ کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ بھی اپنی تقریر حسب ذیل خاکے کے مطابق تیار کر سکتے ہیں۔

1- موضوع سے متعلق حقائق بیان کریں۔
2- ان حقائق کے دلائل پیش کریں۔
3- ان دلائل پر عمل کی درخواست کریں۔

یا

1- کوئی غلط بات پیش کریں۔
2- اس کے بعد اس کی اصلاح کا طریق کار بتائیں۔
3- اس ضمن میں سامعین کا دست تعاون طلب کریں۔

یا

1- اصلاح طلب کوئی صورت حال بیان کریں۔
2- اس کے بعد اس کی اصلاح کا طریقہ بیان کریں۔
3- لوگوں سے عمل کی درخواست کریں۔

یا

Scanned with CamScanner

1- لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائیں۔
2- ان کا اعتماد حاصل کریں۔
3- موضوع کے سلسلے سے متعلق حقائق بیان کر کے انہیں لوگوں کے ذہن میں راسخ کرنے کی کوشش کریں۔
4- ان نتائج کی طرف اشارہ کریں جن پر لوگ عمل در آمد کر سکیں۔

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

تقریر کا آغاز

تقریر کا آغاز موثر انداز سے کرنا چاہئے۔ کوئی ایسا فقرہ بولیں جو فوری طور پر لوگوں کو متاثر کرتے ہوئے ان کی توجہ کا باعث بنے۔ ہر اچھا مقرر تقریر کا ابتدائی اور اختتامی فقرہ پہلے ہی سوچ لیا کرتا ہے لیکن مبتدی حضرات بہت کم ایسا کرتے ہیں کیونکہ اس کے لیے غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے اور غور و فکر اتنا آسان کام نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

"ہر شخص ایسا کام کرنے سے احتراز کرتا ہے جس میں
غور و فکر شامل ہو۔"

آج تک فن تقریر کے بارے میں جتنی کتب تحریر کی گئی ہیں ان میں تقریر کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ آغاز' درمیان اور اختتام۔ پہلے پہل آغاز پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی تھی کیونکہ مقرر کو ایک تفریح کا سامان پہنچانے والے شخص سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اب وہ صورتحال باقی نہیں رہی اس لیے مقرر کو بھی وقت کے ساتھ ساتھ چلنا چاہئے اور ایک دو فقروں میں اپنی تقریر کا تعارف کرانا چاہئے۔ مثلاً

"ہمارے وطن عزیز کے تعلقاتِ خارجہ میں ایک ایسی
نازک صورتحال پیدا ہو گئی ہے جس پر اظہار خیال

Scanned with CamScanner

کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

لیکن مبتدی قسم کے مقرر اس قسم کے ابتدائی جملے کی بجائے اپنی تقریر کا آغاز کسی مزاحیہ فقرے سے یا معذرت سے کریں گے۔ یہ دونوں طریقے نامناسب ہیں۔ ذیل میں ان کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

1- مزاحیہ انداز سے آغاز

بعض مقررین کا خیال ہوتا ہے کہ انہیں مزاحیہ انداز سے گفتگو کا آغاز کرنا چاہئے۔ دراصل وہ اپنے آپ کو ایک پرمزاح شخصیت کے روپ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ خواہ ان میں مزاح کی صلاحیت سرے سے موجود نہ ہوں۔ لیکن اس کا موثر نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اور سامعین ہوٹنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں' یا پھر بوریت کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ دوران تقریر سامعین کو ہنسانے کا کام اتنا آسان نہیں ہے جو کہ ہر مقرر کر سکے کیونکہ مزاح کا تعلق شخصیت اور انفرادیت سے ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ کوئی واقعہ بذات خود مزاحیہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا اسلوب بیان اسے مزاحیہ بناتا ہے۔ اگر آپ میں واقعی مزاح کا عنصر پایا جاتا ہے تو اسے ترقی دیں اور استعمال کریں چنانچہ آپ جہاں بھی تقریر کرنے جائیں گے لوگ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے لیکن اگر آپ میں یہ صلاحیت بدرجہ اتم نہیں پائی جاتی تو خود کو مزاحیہ مقرر کے طور پر منوانے کی کوشش کرنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

مزاح موقع کے مطابق ہی اچھا لگتا ہے۔ بے تکا مزاح تقریر کا مقصد

Scanned with CamScanner

ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ مزاح کی مثال کھانے میں چٹنی کی سی ہے جو مزے کے ساتھ ساتھ اشتہاء کو بھی بڑھاتی ہے لیکن اگر کھانے میں صرف اور صرف چٹنی ہی ہو تو اسے کھانا ناممکن ہے۔ ایک مشہور مزاحیہ مقرر کا اصول تھا کہ وہ تقریر کے ابتدائی تین منٹ میں کوئی مزاحیہ بات نہیں کرتا تھا اور یہی اس کی کامیابی کا راز تھا۔

سامعین کو ہنسانے کا آسان ترین طریقہ کار یہ ہے کہ آپ خود اپنی ذات پر کوئی پھبتی کسیں اور خود کو عجیب حالت میں تصور کریں۔ آپ متضاد اور بے جوڑ الفاظ کو ایک دوسرے سے مربوط کر کے بھی مزاح پیدا کر سکتے ہیں مثلاً "مجھے سفر اور جمہوریت سے ایک جیسی محبت ہے۔" وغیرہ ذیل میں رڈیارڈ کپلنگ کی ایک مزاحیہ تقریر ملاحظہ فرمائیں:

صاحب صدر اور معزز خواتین و حضرات!

ہندوستان میں میرے قیام کے دوران جو اخبارات مجھے پیسے دیا کرتے تھے میں انہیں جرائم سے متعلق واقعات لکھ بھیجا کرتا تھا۔ یہ انتہائی دلچسپ کام تھا کیونکہ اس وجہ سے مجھے جعلسازوں، سمگلروں، قاتلوں اور اسی قبیل کے کئی دوسرے دلچسپ کھلاڑیوں سے ملنا پڑتا تھا۔"

2- معذرت خواہانہ آغاز

ایک ناتجربہ کار قسم کا مقرر اکثر اس غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ آتے ہی سب سے پہلے کہتا ہے "میں کوئی مقرر تو نہیں------ میں نے تقریر کی تیاری نہیں کی۔" وغیرہ۔

Scanned with CamScanner

جب کوئی مقرر یہ بات کرتا ہے تو سامعین سوچتے ہیں کہ اس شخص کی تقریر سننے سے کیا حاصل جو نہ تو مقرر ہے اور نہ ہی اس نے تیاری کی ہے۔ اگر آپ نے تقریر کی بخوبی تیاری نہیں کی تو آپ کے بتائے بغیر ہی لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے گا اور جنہیں پتہ نہ چلے گا انہیں بتانے کا کیا فائدہ۔ سامین اس بات میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے انہیں اس قابل نہیں جانا کہ ان کے سامنے آنے سے پہلے تقریر تیار کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے۔

جب آپ سامعین کے سامنے جاتے ہیں تو ان کی نظریں آپ کی طرف اٹھ جاتی ہیں اور وہ پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ پانچ دس سیکنڈ تک ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے رکھتے ہیں تو یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ اصل کارنامہ تو یہ ہے کہ آپ تقریر کے آغاز سے لے کر اختتام تک توجہ کا مرکز بنے رہیں۔ یاد رکھیں کہ اگر ایک بار سامعین نے آپ کی طرف سے توجہ ختم کر دی تو پھر اسے دوبارہ حاصل کرنا کارے دارد ہو گا لہٰذا تقریر کا آغاز کسی دلچسپ جملے سے کریں اور یہ جملہ ایسا ہونا چاہئے جو سامعین کے دل میں اترتا چلا جائے۔

3- پرتجسّس آغاز

ہر جاندار میں تجسّس کا مادہ پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جانوروں میں بھی تجسّس پایا جاتا ہے۔ حضرت انسان میں تو اس کا ہونا لازمی ہے اس لیے کہ آپ کو چاہئے کہ سامعین میں تجسّس پیدا کرکے ان کی توجہ اپنی طرف

Scanned with CamScanner

مبذول کرا لیں۔ اکثر بڑے مقرر تقریر کا انداز اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ذیل میں اس قسم کا ایک آغاز ملاحظہ کریں۔

"ایک روز جب کہ میں یروشلم کی کرسچیئن سٹریٹ سے
گزر رہا تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے
عربوں جیسا ایک خوبصورت چوغہ زیب تن کر رکھا تھا
اور پیغمبر اسلام کے پیروکاروں کی طرح اپنی کمر سے
ایک خمدار تلوار لٹکا رکھی تھی۔ اس کی آنکھوں کا
رنگ نیلا تھا' اس کے برعکس عربوں کی آنکھوں کا
رنگ سیاہ یا بلوریں ہوتا ہے۔"

کیا ان جملوں نے آپ کا تجسّس بیدار نہیں کر دیا؟ کیا آپ یہ نہیں جاننا چاہتے کہ وہ کون شخص تھا؟ اس نے عربوں کا لباس کیوں پہن رکھا تھا اور وہ وہاں کیا کر رہا تھا وغیرہ۔

ایک اور آغاز ملاحظہ فرمائیں:

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کی سترہ قومیں آج بھی
غلام ہیں۔"

اس قسم کے آغاز سے صرف سامعین کا تجسّس ہی بیدار نہیں ہوتا بلکہ انہیں صدمہ بھی ہوتا ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں سترہ قومیں غلام ہیں اور وہ کونسی اقوام ہو سکتی ہیں اور کہاں آباد ہیں وغیرہ۔

4- کہانی سے آغاز

تقریر سنتے وقت سامعین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مقرر اپنی زندگی

Scanned with CamScanner

کے تجربات بھی بیان کرے۔ اس قسم کا آغاز کبھی ناکام نہیں ہوتا بلکہ لوگ لوگوں کی توجہ مغطف کرا لیتا ہے۔ اس میں ایک موومنٹ ہوتی ہے اور یہ آگے بڑھتا جاتا ہے جبکہ سامعین اس کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کی ایک ایک تفصیل سننا چاہتے ہیں۔

ذیل کی مثال ملاحظہ کریں۔

"جولائی کے پہلے ہفتے میں ماؤنٹ ویو ہوٹل میں ایک معمولی سا واقعہ رونما ہوا۔ یہ واقعہ یوں تو معمولی سا تھا لیکن اس کے نتائج غیر معمولی تھے۔ جب وسط گرما میں ہوٹل کا مالک ہوٹل کا جائزہ لینے کے لیے آیا تو مینیجر نے اس سے اس واقعے کا ذکر کیا۔"

غور کریں کہ یہ سب کس قدر جاندار ہیں اور ان میں تجسّس کا عنصر کس حد تک پایا جاتا ہے۔ آپ کا دل مزید آگے بڑھنے کو چاہتا ہے اور آپ پوری تفصیل میں جانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ ایک متبدی بھی اس انداز کو اپنا کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

5- سوال سے آغاز

آپ اپنی تقریر کا آغاز کسی سوال سے بھی کر سکتے ہیں۔ اس سے مقرر اور سامعین کی سوچ میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور سامعین کے اشتراک و تعاون سے تقریر میں دلچسپی کا عنصر در آتا ہے۔ مثلاً

"کیا غنڈے واقعی منظم ہوتے ہیں؟ اصولاً" ضرور ہوتے ہیں، کس

Scanned with CamScanner

طرح؟ پہلے تین جملوں میں دو سوال ہیں۔ کیا غنڈے منظم ہوتے ہیں؟ کس طرح؟ یعنی مقرر نے اپنی تقریر کا مرکزی خیال سامعین کو بتا کر ان کے تجسّس کو پیدا کر دیا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کسی نامور شخصیت کے قول یا سوال سے تقریر کا آغاز کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اس طریقے کو استعمال کرتے تھے۔ مثلاً ایک بار آپ نے فرمایا **رغب انفہ رغب انفہ رغب انفہ** یعنی تین بار فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ صحابہ نے عرض کا یا رسول اللہ کس کی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس شخص کی جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا۔

ایک اور آغاز یوں ہے۔

"البرٹ ہوبرڈ کا قول ہے کہ دنیا میں صرف ایک شے کی بدولت عزت اور دولت حاصل کی جا سکتی ہے۔" تمام سامعین سوچ میں پڑ جائیں گے کہ وہ کونسی شے ہے۔ اس کے بعد مقرر مہارت سے وقفہ دیتے ہوئے بتائے گا۔ "وہ ہے کسی انوکھے کام کی صحیح ابتدا"

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

تقریر کا اختتام

تقریر کے دو حصے ہوتے ہیں جن میں ایک مقرر اپنے تجربے یا ناتجربہ کاری کا اظہار کر سکتا ہے اور وہ ہے تقریر کا آغاز اور اختتام۔ تقریر کے آغاز کے بارے میں تو گذشتہ صفحات میں بحث ہو چکی ہے۔ یہاں تقریر کے اختتام کے بارے میں بات کی جائے گی۔ اگر غور کیا جائے تو تقریر کے علاوہ ہر کام میں آغاز اور اختتام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور انگریزی کی ضرب المثل بھی ہے کہ ہر وہ کام اچھا ہے جس کا آغاز اچھا ہے۔

تقریر کا اختتام فنکارانہ انداز سے ہونا چاہئے کیونکہ مقرر کے آخری الفاظ حاضرین کے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں اور تادیر ذہن میں محفوظ رہتے ہیں۔ ناتجربہ مقرر اس پہلو کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے اس لیے ان کی تقریروں کے اختتام میں تشنگی رہ جاتی ہے۔ مبتدیوں کی تقریر کے اختتام میں عموماً" مندرجہ ذیل خامیاں رہ جاتی ہیں۔

1- بعض مقرر تقریر کا اختتام ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ ''مجھے اس موضوع پر یہی کچھ کہنا تھا میرا خیال ہے کہ اب مجھے تقریر کا اختتام کرنا چاہئے۔ یہ تقریر کا اختتام نہیں بلکہ بہت بڑی غلطی ہے ایک ایسی غلطی جسے آسانی سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ کے پاس کہنے کو یہی تھا تو پھر آپ جلدی سے تقریر ختم کرکے بیٹھ کیوں نہیں جاتے۔

Scanned with CamScanner

2- بعض مقررین کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ تقریر کا اختتام کس طرح کریں چنانچہ وہ تقریر کے اختتام پر بھی ادھر ادھر کی ہانکتے رہتے ہیں اور خیالات کی تکرار کرتے رہتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ اختتام کا خاکہ پہلے ہی سے ذہن میں تیار کر لیا جائے۔ عین تقریر کے وقت اس کے اختتام کے بارے سوچنا غیرمناسب سی بات ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ تقریر سے پہلے ہی آپ سکون کے ساتھ اختتامیہ فقرات کے بارے میں غور کر لیں۔ بعض نامور مقرر تو اپنی تقریر کا اختتامیہ زبانی رٹ لیا کرتے تھے۔ آپ بھی ان مقرروں کی پیروی کر سکتے ہیں۔

3- بعض اوقات مقرر کو غیرمتوقع طور پر عین وقت پر تقریر میں تبدیلی کرنا پڑتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تقریر کا ایک اختتام تیار کرنے کی بجائے دو تین اختتام تیار کر لیے جائیں تاکہ حالات کے پیش نظر ان میں سے جو بھی مناسب ہو استعمال کیا جا سکے۔

4- بعض مقرروں کو تقریر کے اختتام تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ وہ گھبراہٹ کے عالم میں چند غیرمربوط فقرے کہنے کے بعد دم سادھ لیتے ہیں اور مکمل طور پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی مثال ایک خراب انجن کی سی ہوتی جو راستے ہی میں جواب دے جائے۔ اس قسم کے مقررون کو زیادہ تیاری اور پریکٹس کی ضرورت ہوتی ہے۔

5- بعض مقرر اچانک تقریر کا اختتام کر دیتے ہیں۔ ان کے اختتام میں

Scanned with CamScanner

ناہمواری ہوتی ہے بلکہ اسے اختتام کہا ہی نہیں جا سکتا۔ ان کی مثال ایسے دوست کی سی ہوتی ہے جو اچانک باتیں کرتے کرتے خاموش ہو جائے۔ اس قسم کی تقریر کا تاثر بڑا ناخوشگوار ہوتا ہے۔

ذیل میں ایک اچھے اختتام کے لیے چند تجاویز دی جا رہی ہیں۔

1- تقریر کا اقتباس

چار پانچ منٹ کی تقریر میں بھی مقرر اتنی باتیں کر جاتا ہے کہ تقریر کے اختتام پر سامعین کے ذہن میں ایک کھچڑی سی پک جاتی ہے۔ سوائے چند ایک مقرروں کے اکثر مقرر اس بات کا احساس نہیں کرتے بلکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ چونکہ تقریر کے سارے نکات خود ان پر واضح ہیں اس لیے سامعین کو بھی انہیں سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوئی ہو گی۔ لیکن یہ نظریہ درست نہیں ہے کیونکہ مقرر تو اپنے خیالات پر کافی عرصے تک غور و فکر کر چکا ہوتا ہے لیکن اس کی باتیں حاضرین کے لیے بالکل نئی ہوتی ہیں۔

ایک سیاست دان نے تقریر کے بارے میں ایک اصول بیان کیا ہے کہ آپ سامعین سے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اس کے بارے میں تعارف کروا کر وہ سب کچھ کہہ دیں اور پھر انہیں بتا دیں کہ آپ نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔" یہ ایک اچھا طریقہ ہے یعنی تقریر کے اختتام پر لوگوں کو بتانا کہ آپ نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے ایک بہترین اختتامیہ ہے۔ اپنی تقریر کے اقتباس پیش کرنے کی صورت میں لوگوں کو باآسانی وہ نکتہ ذہن نشین ہو جائے گا جو آپ اتنی دیر سے تقریر کی صورت میں انہیں سمجھانے

کی کوشش کر رہے ہیں۔

2- عمل کی درخواست

ذیل میں ایک تقریر کا اختتام ملاحظہ کریں۔

"سامعین! مختصراً" یہ کہ ہمارا نیا تجربہ اور اس کا مشرقی، مغربی اور شمالی علاقوں میں کامیاب استعمال اور حادثوں سے بچاؤ سے جو رقم بچی ہے اس کی بنا پر میں خلوص نیت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہی جنوبی علاقے کی ریلوں اور لائنوں پر بھی جلد از جلد کرنا چاہیے۔"

یہ ایک ریلوے کے ٹریفک مینجر کی تقریر کا اختتامیہ ہے۔ اس کی پوری تقریر سنے بغیر ہی آپ موضوع کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس نے چند الفاظ میں اپنی تقریر کا خلاصہ پیش کر دیا ہے اور یہ عمل کی درخواست کی بہترین مثال ہے۔ مقرر چاہتا ہے کہ ایک کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔ اس نے سامعین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ نئے تجربے کے باعث حادثوں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور کافی رقم بچ گئی ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو چکا ہے۔ اور وہ بچی ہوئی رقم کو دوسرے علاقوں میں خرچ کرکے حادثوں کی روک تھام کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے اس نے لوگوں سے تعاون کی درخواست کی ہے۔ یہ ایک مشقی تقریر نہیں ہے بلکہ ریلوے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سامنے کی گئی ہے اور ایک کامیاب تقریر کہی جا سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

3- مزاحیہ اختتام

جارج کوہان کا قول ہے کہ سامعین سے رخصت ہوتے وقت انہیں ہنسا ہوا چھوڑ کر آئیں لیکن مزاحیہ اختتام کرنا اتنا آسان نہیں ہے اور ہملٹ کے الفاظ میں "یہی تو مسئلہ ہے" مزاح کے ضمن میں ہر شخص اپنا طریق کار استعمال کرتا ہے۔

ذیل میں ایک مزاحیہ اختتام ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ مقرر نے کتنی خوبصورتی سے ایک سنجیدہ موضوع کا اختتام مزاحیہ انداز سے کیا ہے حالانکہ اس کا موضوع "جارج وزلے کا مقبرہ" تھا۔

"مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ آپ لوگوں نے مقبرے کی مرمت کرانے کا عزم کیا ہے۔ وہ خود بھی صفائی کو بے حد پسند کرتا تھا۔ اس کے الفاظ ہیں کہ خدا کرے میرا کوئی ہم مذہب بدلباس نہ ہو اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی خستہ حال نہیں ہے۔ (قہقہے) آپ کو علم ہے کہ ایک بار چھوٹی لڑکی نے اسے کہا کہ آپ پر خدا کی رحمت ہو اس نے کیا جواب دیا تھا؟ کہ اگر تمہارا چہرہ اور کپڑے زیادہ صاف ہوتے تو تمہاری دعا میں زیادہ اثر ہوتا۔ (قہقہے) آپ بھی اس کی قبر کو شکستہ حال نہ رہنے دیں۔ اگر اس کی روح کا کبھی ادھر سے گزر ہو تو اسے بڑا دکھ ہو گا۔ یہ مقدس

Scanned with CamScanner

مقبرہ آپ کی امانت ہے۔" (تالیاں)

4- اشعار سے اختتام

اشعار یا مزاحیہ انداز سے تقریر ختم کرنے کا طریقہ دوسرے تمام طریقوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگر آپ اپنی تقریر کے اختتام کے لیے مناسب اشعار منتخب کر سکتے ہیں تو یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ اشعار آپ کی تقریر کو چار چاند لگا دیں گے اور لوگ بے حد متاثر ہوں گے۔

قائداعظم کے بارے میں تقریر کا اختتام مندرجہ ذیل اشعار پر ہو سکتا ہے۔

لہو بدن کا وطن کو دے کر وطن کی مٹی میں بس گیا ہے وہ
زمیں سے اک دن اٹھ گیا تھا دلوں سے لیکن نہ اٹھ سکا ہے وہ
عجیب گل تھا کہ خوشبو بن کر ہر اک کلی کے دل میں سما گیا ہے وہ
عظیم قائد عظیم تر تھا عظیم سورج اگا گیا ہے وہ

امتحانات کے بارے میں تقریر کا اختتام اس شعر سے ہو سکتا ہے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

علامہ اقبال کے نظریہ خودی کا اختتام حسب ذیل شعر سے ہو سکتا ہے۔

کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے

مطلب کی وضاحت

1- مشکل اصطلاحات

تقریر کے دوران مشکل اصطلاحات سے حتی الامکان گریز کریں اور اس کی بجائے سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنے مطلب کی وضاحت کریں۔ اکثر تقاریر اسی لیے ناکام ہو جاتی ہیں کہ ان کے مقرر لوگوں کے مزاج کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور بولتے ہی چلے جاتے ہیں حالانکہ وہ اپنے مشکل الفاظ کا مفہوم خود تو سمجھتے ہیں لیکن اس بات پر غور نہیں کرتے کہ سامعین پر ان کا کیا اثر ہو گا۔ ایک مقرر کو اپنی بات اس انداز سے کرنی چاہیئے کہ اگر ایک بچہ بھی اس کی تقریر سنے تو وہ اس کا مفہوم آسانی کے ساتھ سمجھ سکے اور اسے بیان کر سکے۔ اور سامعین میں سے کسی کم عقل شخص کو اپنی بات کی طرف متوجہ کرا لینا بھی مقرر کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب مقرر کی بات بڑی واضح اور سادہ انداز رکھتی ہو بلکہ سامعین میں سے کسی بچے کو مرکز نگاہ بنانا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

2- اہم خیالات کی تکرار

تکرار فن تقریر کا ایک اہم اصول ہے۔ اس لیے مقرر کو چاہیئے کہ اپنے خیالات کی تکرار کرے لیکن احتیاط ہونی چاہیئے کہ ہر بار الفاظ مختلف اور نئے ہوں۔

Scanned with CamScanner

تکرار خیالات کی وجہ یہ ہے کہ مقرر کے ذہن میں واضح خیال سامعین کے ذہن میں ایک دم راسخ نہیں ہوتا بلکہ اسے دہرانے سے ہی ایسا ہو سکتا ہے اس لیے ہر اہم بات بار بار ایک ہی قسم کے الفاظ سننے سے لوگ بوریت کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن الفاظ اور جملوں کو بدلنے سے لوگ بالکل اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوں گے۔

"آپ کوئی بات اس وقت تک لوگوں کی ذہن نشین نہیں کرا سکتے جب تک وہ خود آپ کے ذہن میں واضح نہ ہو۔ کوئی بات جس قدر آپ کے ذہن میں واضح ہو گی۔ لوگوں کو سمجھانے میں آپ کو اتنی ہی آسانی ہو گی۔" اس اقتباس پر غور کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں دو فقرات ہیں اور دونوں ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں لیکن دونوں میں مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لیے ان میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور تکرار محسوس نہیں ہوتی۔

3- خیالات کی بھرمار

تقریر کے دوران پہاڑی بکرے کا انداز اختیار نہ کریں جو ایک چٹان سے دوسری چٹان کی طرف چھلانگیں لگاتا جاتا ہے یعنی تھوڑے وقت میں زیادہ باتیں کرنے کی کوشش نہ کریں ورنہ وہ سامعین کے ذہن میں گڈمڈ ہو جائیں گی اور ایک بات بھی ان پر واضح نہیں ہو گی۔

ہر نئے مقرر میں یہ خامی پائی جاتی ہے کہ وہ کم از کم وقت میں زیادہ سے زیادہ خیالات پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس کی مثال ایک ایسے گائیڈ کی سی

ہے جو ایک سیاح کو صرف ایک روز میں پورے شہر کی سیر کرا دیتا ہے یا اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے کوئی نصف گھنٹے میں عجائب گھر گھوم لے ایسا ممکن تو ہے لیکن اس سے پلے کچھ نہیں پڑتا۔

پروفیسر ولیم جیمز نے ایک بار اساتذہ کے سامنے تقریر کرتے وقت صرف اس نکتے پر ایک گھنٹہ لگا دیا تھا کہ ایک مقرر تقریر میں محض ایک ہی بات کی وضاحت کر سکتا ہے لیکن اس کے برعکس بعض مقرر کوشش کرتے ہیں کہ تین منٹ کی تقریر میں دس مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال دیں۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔

تقریر کو وقت اور صورت حال کے مطابق ہونا چاہئے اگر وقت کم ہے تو تقریر کو مختصراً تیار کریں۔ مثال کے طور پر آپ کو مزدور یونین پر تقریر کرنا ہے تو تین یا چھ گھنٹے میں یہ بتانے کی کوشش نہ کریں کہ مزدور یونین کس طرح عمل میں آئی؟ اس کا طریق کار کیا ہے؟ اس کی خوبیاں کیا ہیں؟ اس کی خامیاں کیا ہیں؟ اور یہ صنعتی اداروں سے جھگڑے کس طرح ختم کرتی ہے۔ ایسا بالکل نہ کریں اگر آپ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کی کوئی بات بھی سامعین کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

اس کی بجائے بہتر ہو گا کہ آپ "مزدور یونین" کے ایک پہلو کا انتخاب کر کے مثالوں کی ذریعے اس کی وضاحت کریں۔ اس قسم کی تقریر صرف ایک پہلو کا احاطہ کئے ہوتی ہے اور اس کا ایک ہی تاثر ہوتا ہے۔ یہ بڑی واضح ہوتی ہے اور اسے یاد رکھنا بھی آسان ہوتا ہے۔

اگر آپ کو تقریر میں چند اہم باتوں کا ذکر کرنا ہی ہے تو تقریر کے

اختتام پر ان باتوں کا اقتباس ضرور دہرائیں تا کہ منتشر خیالات کو آخر میں یکجا کر کے پیش کر دیا جائے اور جو نکات سامعین کے ذہن سے محو ہو گئے تھے۔ انہیں ذہن نشین کرا دیا جائے۔

4- مثالوں کا استعمال

تقریر کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کا ایک اور اچھا طریقہ یہ ہے کہ عام اور خاص مثالوں کی مدد سے تشریح کی جائے۔ عام مثال سے وہ مثال مراد ہے جس میں عمومیت پائی جاتی ہو اور کسی مخصوص شخص یا ادارے کا نام نہ لیا جائے بلکہ عمومی انداز سے بات کی جائے اور اس میں زیادہ وضاحت نہیں ہوتی اور اسے ہر شخص اپنے اوپر محمول کر سکتا ہے۔

خاص مثال سے وہ مثال مراد ہے جس میں کسی شخص یا ادارے کا نام لیا جائے اور وضاحت سے بات کی جائے۔ یہی ایک ایسی خوبی ہے جس سے لوگ زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور آپ کی باتوں پر توجہ دیتے ہیں۔

عام مثال

"بعض پروفیشنل خواتین و حضرات کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔"

خاص مثال

"بعض موسیقاروں، اداکاروں، مصوروں، نغمہ نگاروں اور ڈرامہ نگاروں کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے۔"

Scanned with CamScanner

خاص مثال

"بعض موسیقاروں، اداکاروں، مصوروں، نغمہ نگاروں اور ڈرامہ نگاروں کی آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے۔"

خاص مثال

جیک ڈیمسی کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ ڈالر تھی۔ ایچ جی ویلز نے فلم کے ذریعے تیس لاکھ ڈالر کمائے۔

5- موازنہ

وضاحت کے لیے موازنہ انتہائی ضروری ہے۔ موازنے کے انداز سے لوگ آپ کی بات کا مفہوم بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ تقریر کے دوران اپنی بات کی وضاحت کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا کرتے تھے مثلاً

☆ خدا کی سلطنت اس خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت آٹے میں ملاتی ہے اور سارا آٹا خمیرہ ہو جاتا ہے۔

☆ خدا کی سلطنت اس تاجر کی سی ہے جو قیمتی ہیرے تلاش کر رہا ہو۔

☆ خدا کی سلطنت اس جال کی طرح ہے جو سمندر میں ڈالا گیا ہو۔

حضرت داؤد بھی موازنے کی تکنیک استعمال کیا کرتے تھے مثلاً

☆ خدا میرا گڈریا ہے۔ اس نے مجھے سرسبز چراگاہوں میں چھوڑ رکھا ہے اور وہ خاموش پانیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔۔۔۔

Scanned with CamScanner

ان چٹیل میدانوں میں سرسبز چراگاہیں---- خاموش پانی جہاں بھیڑیں پانی پی سکتی ہیں---- ان چراگاہوں کے لوگ ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

آپ بھی اپنی تقاریر میں اسی اصول کو استعمال کریں۔

ایک پادری بائبل کا ترجمہ افریقہ کی ایک زبان میں کر رہا تھا۔ جب وہ اس مصرعے تک پہنچا۔ "اگرچہ تمہارے گناہ سرخ ہیں مگر وہ برف کی طرح سفید ہوں گے۔" تو وہ مشکل کا شکار ہو گیا کیونکہ افریقیوں نے برف کی شکل تک نہ دیکھی تھی اور نہ ہی اس کا نام سنا تھا ہاں ناریل کے پھل کو وہ ضرور جانتے تھے چنانچہ سوچ بچار کے بعد اس نے مذکورہ فقرے کا ترجمہ اس طرح کیا۔ "اگرچہ تمہارے گناہ سرخ ہیں مگر وہ ناریل کے گودے کی طرح سفید ہو جائیں گے۔"

مثال کے طور پر آپ اہرام مصر کا تذکرہ کر رہے ہوں تو پہلے لوگوں کو اس کی بلندی بتائی جائے پھر کسی اور عمارت کا حوالہ دیں جو کہ اتنی ہی بلند ہو اور جسے انہوں نے دیکھ رکھا ہو یا اس کے بارے میں سن رکھا ہو۔ وغیرہ

ذیل کی مثالوں میں سے کون سی زیادہ واضح ہے ا یا ب۔

(ا) ہم سے قریب ترین ستارہ ہم سے کھربوں میل کے فاصلے پر ہے۔

(ب) ایک کلومیٹر فی منٹ کی رفتار سے چلنے والی ٹرین کو ہم سے قریب ترین ستارے تک پہنچنے میں اڑتالیس کروڑ سال لگیں گے۔ اگر اس ستارے پر کوئی گیت گایا جائے تو اس کی آواز تین کروڑ

Scanned with CamScanner

آٹھ لاکھ سال میں ہم تک پہنچے گی۔ اگر ریشم کا کیڑا وہاں سے لے کر یہاں تک تار بنے تو اس کا وزن پانچ سو ٹن ہو گا۔

6- تضاد

مندرجہ ذیل عبارت میں لارڈ میکالے نے چارلس اول کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ میکالے نے چارلس اول کی متضاد عادات کو کس خوش اسلوبی سے بیان کر کے تقریر میں دلچسپی کا عنصر پیدا کر دیا ہے۔

"ہم اسے الزام دیتے ہیں کہ اس نے تاجپوشی کا حلف تو ختم کر دیا لیکن اپنی شادی کا حلف نہیں توڑا۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں کہ اس نے عوام کو ظالم پادریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور خود اپنے بچوں کو جھولی میں بٹھا کر چوما کرتا تھا۔ ہم اسے ملامت کرتے ہیں کیونکہ اس نے حق اختیار کی دفعات کی خلاف ورزی کی تھی جب اس نے سوچ سمجھ کر وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا پابند رہے گا۔ اس کے باوجود ہمیں بتایا گیا کہ وہ چھ بجے دعا سننے کا عادی تھا۔ ان باتوں اور ان کے علاوہ اپنے شاندار ولندیزی لباس ہی کی وجہ سے وہ موجودہ دور میں مشہور ہوا ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباس میں میکالے نہ محض تصویری عنصر ہی سے کام نہیں لیا بلکہ تضاد سے کام لیتے ہوئے تحریر میں جان ڈال دی ہے۔

7- بصری حس

ایک چینی ضرب المثل ہے کہ کوئی شے ایک بار دیکھ لینا اس کے بارے میں سینکڑوں باتیں سننے سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ سامعین کی

Scanned with CamScanner

توجہ اپنی جانب کرانے کے لئے صرف الفاظ ہی کافی نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی ڈرامائی عنصر کی موجودگی بھی ضروری ہے کیونکہ آنکھوں سے دماغ کی طرف جانے والی رگیں کانوں سے دماغ کی طرف جانے والی رگوں سے کئی گنا بڑی اور زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے کسی بات کے غلط یا درست پہلوؤں کو لوگوں پر واضح کرنے کے لئے ان سے متعلق تصاویر دکھائی جائیں تو اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ الفاظ کو نسبت تصاویر زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ نیز الفاظ ان تصاویر کے باہمی ربط کے لیے استعمال کئے جائیں تو مزید بہتر ہو گا۔

یہ درست ہے کہ ہر جگہ تصویروں سے کام نہیں چلتا لیکن جہاں آپ انہیں استعمال کر سکیں وہاں ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے تاکہ آپ کی تقریر میں جان پڑ جائے اور لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہیں۔ یہ چیز آپ کو ایک کامیاب مقرر کے درجے پر لا کھڑا کرے گی۔

8- وضاحت کی ایک عمدہ مثال

ذیل میں ایک تقریر کا اقتباس دیا جا رہا ہے اس کو پڑھ کر دیکھیں کہ مقدر نے اپنی بات کی وضاحت کتنی عمدگی اور دلچسپی سے کی ہے۔

"آپ کی روزمرہ زندگی میں آپ کا واسطہ کئی بار گندھک کے تیزاب سے پڑتا ہے۔ اگر گندھک کا تیزاب نہ ہوتا تو آپ کی کار رک جاتی کیونکہ اسے صاف کرکے اس سے پٹرول بنایا جاتا ہے۔ برقی روشنی جو آپ کی میز پر چمکتی ہے، جو آپ کے کمرے کو روشن کرتی ہے اور جو آپ کی خوابگاہ میں

Scanned with CamScanner

رنگ و نور لاتی ہے۔ گندھک کے تیزاب کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتی تھی۔ آپ صبح اٹھ کر نہانے کے لئے جو نل کی ٹوٹی کھولتے ہیں اس کی بناوٹ میں گندھک کا تیزاب استعمال ہوتا ہے۔ آپ کے نہانے کے ٹب کی بناوٹ میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے حتیٰ کہ آپ کے نہانے کے صابن میں جو آئل ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ بھی گندھک کے تیزاب سے صاف کیا گیا ہو۔ آپ کی کنگھی کی ساخت میں یہی استعمال ہوتا ہے اور آپ کا شیونگ بلیڈ بھی اس تیزاب میں چھوتا ہے۔ کپڑے رنگنے میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے اور بٹنوں کی ساخت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اب آپ ناشتے کی طرف آئیں چائے کی پیالی' پرچ اور چمچے کانٹے اس کے بغیر نہیں بن سکتے تھے حتیٰ کہ آپ کی روٹی جس گندم سے بنی ہے۔ ممکن ہے اس کی نشوونما گندھک کی کھاد سے ہوئی ہو۔"

☆☆☆

کامیاب تقریر کے 60 اصول

1- جب ایک مقرر کے پاس کہنے کے لئے کوئی ٹھوس بات ہوتی ہے اور وہ اپنی بات لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے تو وہ اپنے آپ سے صحیح انصاف کرتا ہے۔ ایک اچھے طریقے سے تیار کی گئی تقریر کے دس میں سے نو حصے پہلے ہی بیان ہو چکے ہوتے ہیں اور صرف ایک حصہ باقی رہتا ہے۔

2- تقریر کی تیاری سے مراد صرف چند فقرے کاغذ پر تحریر کرنے یا ان فقرات کو رٹ لینے کا نام نہیں۔ تقریر کی اصل تیاری ذاتی خیالات اور دیگر معلومات کی چھان بین کرکے انہیں مربوط کرنے کا نام ہے۔

3- ایک آدھ گھنٹے میں تقریر "بنانے" کی کوشش نہ کریں اور اسے مچھلی کی طرح بھوننے کی کوشش نہ کریں بلکہ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہفتے کے شروع میں ایک موضوع منتخب کرکے پورا ہفتہ جب بھی وقت ملے اس پر غور و فکر کریں' دوستوں سے اس کے بارے میں بحث کریں اور اسے موضوع گفتگو بنائیں اور اس کے متعلق خود سے ہر ممکن سوال کریں۔ جو نیا خیال ذہن میں آئے اسے کاغذ پر اتار لیں اور نئے خیالات کی تلاش میں رہیں۔ بالخصوص ناشتے اور غسل کے دوران یا بازار جاتے ہوئے نت نئے خیالات سوجھنے لگتے ہیں۔ تمام کامیاب مقرروں بشمول لنکن کا یہی طریقہ کار تھا۔

4- جب آپ اپنی تقریر کے موضوع پر تھوڑے عرصے تک غور و فکر کر

Scanned with CamScanner

چکیں تو وقت ملنے کی صورت میں اسی موضوع پر مزید مواد کے حصول کے لیے لائبریری کی طرف رجوع کریں اور متعلقہ موضوع کا مطالعہ کریں۔ اس ضمن میں لائبریرین آپ کی خاطر خواہ مدد کر سکتا ہے۔

5- جتنا مواد آپ نے استعمال کرنا ہے اس سے زیادہ جمع کر لیں۔ کسی مشین کے دو اچھے پرزوں کے انتخاب کے لیے لوتھر اسی قسم کے ہزاروں پرزہ جات بنایا کرتا تھا۔ آپ بھی کم از کم ایک سو خیالات اکٹھے کریں اور ان میں سے 10 کو منتخب کر لیں۔

6- فن حرب کے بارے میں نپولین کا قول ہے کہ یہ ایک ایسا علم ہے جس میں کوئی ایسی چیز کامیاب نہیں ہو سکتی جس پر پہلے سے غور و فکر نہ کیا گیا ہو اور یہی قول فن تقریر پر بھی صاد کرتا ہے۔ ایک تقریر کی مثال ایک سفر کی سی ہوتی ہے، جس طرح سفر میں بے ترتیبی نامناسب ہے بالکل اسی طرح تقریر میں بے ترتیبی سے مقرر اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے اور سامعین کی توجہ حاصل نہیں کر پاتا۔

7- دوران تقریر مقرر پر لازم ہے کہ تقریر کے جس پہلو کو موضوع سخن بنا رکھا ہو اس کی اچھی طرح وضاحت کرے اور دوبارہ اسے زبان پر نہ لائے جس طرح دن کے وقت چمگادڑ ادھر ادھر ٹکراتی پھرتی ہے آپ تقریر کے دوران اس قسم کا طرز عمل اختیار نہ کریں اور اپنی تقریر کو بے مقصدیت کا شکار ہونے سے بچائیں۔

8- آپ کی تقریر کا ہر پہلو مطالعہ، ترتیب اور حقائق کا مجموعہ ہونا چاہئے اور تمام حقائق پر آپ کی گہری نظر ہو۔ جب آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ

Scanned with CamScanner

کی تقریر حقائق سے بھرپور ہے تو پھر ان حقائق کو ثابت کریں۔

9- تقریر کے آغاز سے پہلے ابراہام لنکن کے ذہن میں تقریر کا ہر پہلو راسخ ہو چکا ہوتا تھا اس کے بعد وہ اپنے نتائج سامعین کے سامنے پیش کر دیتا۔

10- تھیوڈور روزویلٹ تقریر کی تیاری کے دوران موضوع سے متعلقہ تمام حقائق کی چھان پھٹک کر کے انہیں ترتیب دے لیا کرتا ہے اور اس کے بعد جلدی سے تقریر اپنی سیکرٹری کو لکھوا دیتا اور پھر اس کی پروف ریڈنگ کر کے از سرنو لکھوایا کرتا۔

11- اگر ممکن ہو تو اپنی تقریر ریکارڈ کر کے اسے خود سننے کی کوشش کریں اور ایک سامع کے نقطہ نظر سے اپنی تقریر کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس کی خوبیاں اور خامیاں پرکھیں اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

12- اوپر سے دیکھ کر تقریر کرنا آپ کی تقریر کی نصف دلچسپی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اس سے حتی الوسع گریز کریں۔ اوپر سے دیکھ کر پڑھنے کی بجائے زبانی تقریر کرنے کی کوشش کریں ورنہ سامعین آپ کی تقریر کو زیادہ دیر برداشت نہیں کریں گے۔

13- جب آپ تقرر تیار کر چکیں تو ہر وقت خاموشی سے اس کی پریکٹس کرتے رہیں اس کے بعد خود کو کسی کمرے میں بند کر کے آئینہ کے سامنے چہرے اور جسم کی حرکات و سکنات کے ذریعے تقریر کی ریہرسل کریں۔ یہ تصور کریں کہ آپ کے سامنے سامعین موجود ہیں۔ ازاں بعد جب آپ سچ مچ سامعین کے سامنے ہوں گے تو جھجک محسوس نہیں کریں گے۔

14- ایک عام شخص اپنی قوت حافظہ کو دس فیصد سے زیادہ استعمال نہیں

Scanned with CamScanner

کرتا اور باقی نوے فیصد ضائع جاتی ہے۔ ایک مقرر کو اپنی قوت حافظہ کو بروئے کار لاتے ہوئے تقریر تیار کرنی چاہیئے جو اس میں اعتماد پیدا کرنے کا موجب ہو گی۔

15- حافظے کے تین فطری قوانین ہیں۔ پہلا قانون تاثر ہے اس کے لئے اول پوری توجہ کریں دوئم بغور مشاہدہ کریں سوئم دیکھنے اور سننے کی قوت استعمال کریں اور چہارم اشیاء کا تاثر ذہن میں رکھیں۔

16- حافظے کا دوسرا قانون تکرار ہے۔ اگر ہم کوئی چیز بار بار دہرائیں تو وہ ہمارے ذہن میں جاگزیں ہو سکتی ہے لیکن تکرار کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ کوئی شے ایک ہی نشست میں ایک بار یاد کرنے کی بجائے اسے وقفوں سے یاد کریں نیز تقریر یاد کرنے کے بعد اسے سامعین کے سامنے جانے سے پہلے دہرا لیں کیونکہ تقریر یاد کرنے کے آٹھ گھنٹوں بعد بھی اس قدر بھولتی ہے جس قدر ایک ماہ بعد۔

17- حافظے کا تیسرا قانون تلازم خیالات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ جو بات یاد کرنا چاہتے ہیں اس کا سلسلہ کسی اور بات سے منسلک کر دیں۔ اس طرح آپ باآسانی چیزوں کو یاد رکھ سکیں گے۔

18- کسی اجنبی کا نام یاد رکھنے کے لیے غور کریں کہ اس کے نام کے ہجے کیا ہیں نیز اس کا چہرہ بغور دیکھیں اور اس کے نام کو اس کے چہرے پر منطبق کرنے کی کوشش کریں وغیرہ۔

19- تاریخوں کو یاد رکھنے کے لئے انہیں ذہن میں پہلے سے محفوظ مشہور تاریخوں سے منسلک کر دیں مثلاً علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد آخری مہینے

Scanned with CamScanner

یعنی دسمبر کی آخری تاریخ یعنی 30 کو دیا اور سن بھی 1930ء تھا وغیرہ۔

20- اپنی تقریر کے مختلف پہلوؤں کو یاد رکھنے کے لیے انہیں اس انداز سے ترتیب دیں کہ باری باری تمام پہلو آپ کے دماغ میں آتے جائیں۔ اس کے علاوہ اہم باتیں یاد رکھنے کے لیے انہیں بے مقصد جملے کی شکل بھی دی جا سکتی ہے۔ مثلاً حروف ابجد یاد کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب بنائی گئی ہے۔ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ وغیرہ۔

اگر ان باتوں کے باوجود دوران تقریر آپ اچانک بھول جائیں تو آپ کو چاہئے کہ آخری فقرے کے کسی اہم لفظ سے اگلا فقرہ شروع کر دیں اور جب تک اپنی تقریر کا کوئی نکتہ ذہن میں نہ آئے اس وقت تک یہ عمل جاری رکھیں۔

21- تقریر کی صلاحیت حاصل کرنا ناممکن نہیں ہے اور یہ صرف چند لوگوں کا خاصہ نہیں ہے۔ یہ بالکل اس طرح ہے جس طرح آپ کسی کھیل میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ ہر مرد و زن اپنی صلاحیتوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اندر جذبہ پایا جاتا ہو۔

22- یہ مت خیال کریں کہ آپ دوسرے لوگوں سے الگ ہیں اور آپ تقریر میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اکثر بڑے اور مشہور مقرر اپنے کیریئر کے آغاز میں سامعین کے سامنے گھبرا جاتے تھے لیکن ہمت اور کوشش سے انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔

23- تیاری کے بغیر کبھی کسی موضوع پر خیالات کا اظہار نہ کریں ورنہ آپ کو سامعین کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ تیاری کے لئے موضوع کا

Scanned with CamScanner

کافی علم ہونا چاہیے اور مواد اکٹھا کرنا چاہیے۔

24- تقریر کے دوران خوداعتمادی ایک انتہائی اہم عنصر ہے۔ آپ اپنے اندر خوداعتمادی محسوس کریں گے تو لوگ بھی آپ کو خوداعتماد محسوس کریں گے۔ خود کو بہادر ظاہر کریں گے تو ہی بہادر کہلائیں گے۔

25- خوداعتمادی کی کمی کی ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ مقرر کو اپنے موضوع کا بھرپور علم نہیں ہوتا اور اس کی وجہ اس کی ناتجربہ کاری ہوتی ہے۔ اس لیے اپنے تجربات حاصل کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

26- خود کو فن تقری میں کامیاب تصور کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ اس کامیابی کے حصول کے لئے مزید کوشش کریں گے اور اس طرح اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

27- اگر آپ تقریر کے آغاز میں گھبرا جائیں تو حواس پر قابو پائیں اور مستقل مزاجی سے بات جاری رکھیں۔ آپ کی گھبراہٹ رفع ہو جائے گی اور مزید چند فقرے بولنے پر بالکل جاتی رہے گی۔

28- فن تقریر میں کامیابی کے لیے آپ کا انتہائی ذہین ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے لئے مستقل مزاجی اور ثابت قدمی انتہائی ضروری ہے۔ اگر آپ غیر معمولی ذہانت کی بجائے مشق سے کام لیں تو بہت جلد ایک کامیاب مقرر بن کر ابھریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

29- تقریر میں الفاظ کے علاوہ ایک اور بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ آپ کی تقریر کا اسلوب کہلاتا ہے۔ تقریر کا مواد اتنا اہم نہیں ہوتا ہے جتنا انداز بیان اور یہ اتنا موثر ہونا چاہیئے کہ سامعین کے دل میں آپ کی بات

Scanned with CamScanner

اترتی چلی جائے۔

30- اکثر مقرر اپنے حاضرین کو نظرانداز کر کے ادھر ادھر نگاہوں کو دوڑاتے ہیں اور سامعین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھتے۔ اس طرح اپنے اور سامعین کے درمیان تعلق پیدا کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

31- اچھا انداز بیاں وہی ہے جو فطری قسم کا ہو۔ تقریر میں تصنع اور بناوٹ تقریر کی روح کے خلاف ہے۔ فطری لب و لہجہ میں بات کریں تو وہ سامعین پر زیادہ بہتر طور پر اثرانداز ہو گی۔

32- ہر شخص تقریر کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اگر آپ کو شک ہے تو بے شک اس کا خود تجربہ کر لیں۔ کسی شخص کو تھپڑ ماریں اس کے ردعمل میں وہ بڑے فطری انداز سے ردعمل کا اظہار کرے گا اور بناوٹ سے کام نہیں لے گا۔ آپ بھی تقریر کے دوران فطری انداز سے بات کریں اور دوسروں کی نقالی کی ہرگز کوشش نہ کریں بلکہ ذاتی انداز کو ترجیح دیں۔

33- آپ کی تقریر میں آپ کا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہونا چاہئے اور آپ کو خلوص دل سے اپنی تقریر میں محو نظر آنا چاہئے جیسے یہ فعل آپ کے لیے دنیا کے ہر کام سے زیادہ اہم ہے۔

34- سامعین سے اس طرح بات کریں جیسے وہ بھی آپ سے ابھی باتیں کرنے لگیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص واقعی آپ سے کوئی سوال کر لے تو اس کا بڑے اچھے پیرائے میں جواب دیں۔

35- جب آپ تھکاوٹ کا شکار ہوں تو بالکل تقریر نہ کریں بلکہ آرام کریں

Scanned with CamScanner

تاکہ آپ کی توانائی میں اضافہ ہو۔ اچھی طرح آرام کرنے کے بعد اپ تقریر کا آغاز کر سکتے ہیں۔ ورنہ آپ لوگوں کو بور کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کریں گے۔

36- تقریر کرنے سے پہلے بھاری بھرکم غذا نہ کھائیں جس سے آپ کا معدہ بوجھل ہو جائے اور آپ کو اظہار خیال میں دقت ہو یا سستی چھانے لگے بلکہ ہلکی پھلکی قسم کی غذا استعمال کریں۔

37- کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے سامعین آپ کے بارے میں غلط رائے قائم کر لیں۔ سامعین کو کسی خیال کے تحت اکٹھے کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن معمولی سی حرکت کرکے ان کی توجہ ہٹانا اس کی نسبت آسان ہے۔

38- آپ کا لباس صاف ستھرا اور پرکشش ہونا چاہیے۔ اگر آپ نے اچھا لباس پہن رکھا ہے تو آپ خود کو اپنی نظروں میں پروقار محسوس کریں گے لیکن میلے کچیلے لباس کی صورت میں آپ اپنے اندر اعتماد محسوس نہیں کریں گے اور سامعین بھی اچھا محسوس نہیں کریں گے۔

39- سامعین کا سامنا کرنے پر مسکرانا شروع کر دیں تاکہ انہیں محسوس ہو کہ ان کے سامنے آنے آپ کو خوشی ہوئی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے چنانچہ اگر آپ سامعین سے اچھا سلوک کرتے ہیں تو نتیجے کے طور پر وہ بھی آپ سے اچھا سلوک کریں گے۔

40- سامعین کو زیادہ سے زیادہ اپنے نزدیک کر لیں۔ بکھرا ہوا مجمع تقریر کے نقطہ نظر سے مناسب نہیں ہوتا۔ جب لوگ منظم انداز میں جمع ہوں گے تو ان پر آپ کی بات کا زیادہ اثر ہو گا بہ نسبت ان لوگوں کے جو دور دور بکھر

Scanned with CamScanner

کر براجمان ہوں۔

41- اگر آپ چھوٹے مجمع کے سامنے تقریر کرنے والے ہوں تو انہیں ایک چھوٹے کمرے میں جمع کر لیں۔ اس قسم کے موقع کے لیے پلیٹ فارم کا استعمال مناسب نہ ہو گا۔ تقریر کو برجستہ اور فطری انداز میں کرنے کی کوشش کریں۔

42- جس کمرے میں آپ تقریر کر رہے ہوں وہاں آب و ہوا کی آمد و رفت کا مناسب انتظام ہونا چاہئے۔ سردیوں میں حرارت اور گرمیوں میں ٹھنڈک کا خاطرخواہ انتظام ہونا چاہئے تا کہ لوگ دلجمعی سے تقریر سن سکیں۔

43- کسی میز یا کرسی کے عقب میں کھڑے ہو کر تقریر نہ کریں بلکہ انہیں ایک جانب کر دیں نیز پلیٹ فارم سے ہر قسم کی زائد ضرورت اشیاء ہٹا دیں تاکہ وہ سامعین کا مرکز نہ بن سکیں اور ان کی دلجمعی میں خلل نہ آئے۔

44- پلیٹ فارم پر ضرورت سے زیادہ لوگ نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر پلیٹ فارم پر مہمان خصوصی کے علاوہ اشخاص بیٹھے ہوں تو وہ لازما" ادھر ادھر آئیں جائیں گے جن کی وجہ سے سامعین کی نگاہیں ان کی جانب مبذول ہوں گی کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ کسی متحرک شے کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تقریر کا ستیاناس ہو جائے گا۔ اس لیے اس موقع کی نوبت ہی نہ آنے دیں۔

45- کسی تقریر کا آغاز مشکل لیکن انتہائی اہم ہوتا ہے کیونکہ آغاز میں سامعین ہشاش بشاش ہوتے ہیں اور بات سننے کے لئے ذہنی طور پر تیار

Scanned with CamScanner

ہیں۔ اس لیے انہیں فوری متاثر کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ نے آغاز کے باری میں پہلے سے سوچ بچار کر رکھی ہو۔

46- اپنے موضوع کا تعارف مختصرانداز سے کرائیں اور یہ محض ایک یا دو جملوں پر مشتمل ہونا چاہئے اگرچہ اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے لیکن اگر آپ تعارف کرانے ہی لگے ہیں تو لمبی تمہید باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ کم از کم الفاظ میں اپنے موضوع کے باری میں بتائیں۔

47- بعض لوگ کسی مزاحیہ کہانی یا معذرت سے تقریر شروع کرتے ہیں۔ مزاحیہ کہانی یا واقعہ میں یہ نقص ہے کہ ہر شخص اتنی کامیابی سے مزاح بیان نہیں کر سکتا اور اس کا برجستہ ہونا بھی ضروری ہے ورنہ سامعین بوریت کا شکار ہو جائیں گے۔ معذرت خواہانہ انداز میں یہ عیب ہے کہ سامعین اس میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اس سے بہتر ہے کہ آپ اپنا مدعا بیان کرکے آرام سے بیٹھ جائیں۔

48- تقریر کا اختتام بڑا موثر ہونا چاہئے۔ ان الفاظ سے ہرگز تقریر کا اختتام نہ کریں کہ میرے پاس کہنے کو یہی کچھ تھا اور اب مجھے تقریر ختم کر دینی چاہئے وغیرہ اس سے بہتر ہے کہ آپ ختم کر ہی دیں۔ اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

49- تقریر کا آغاز اور اختتام دونوں انتہائی موثر ہونے چاہئیں اور دونوں کو آپس میں زیادہ سے زیادہ مربوط کرنے کی کوشش کریں نیز سامعین کی قوت برداشت کا امتحان نہ لیں بلکہ وقت سے پہلے تقریر ختم کر دیں۔

50- تھوڑے سے وقت میں زیادہ باتیں کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں ورنہ

Scanned with CamScanner

انہیں ایک بھی بات یاد نہ رہے گی۔ تقریر کو چوں چوں کا مربہ بنانے کی بجائے ایک دو نکات کو اچھے طریقے سے واضح کریں۔

51- آپ کا تقریر کرنے کا انداز آپ کے مطالعے کا مظہر ہوتا ہے۔ اس لیے نامور ادباء اور شعراء کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ایسا کرنے سے لاشعوری طور پر آپ کا ذخیرہ الفاظ وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور آپ کا انداز بیان متاثر کن ہو جائے گا۔

52- مطالعہ کرتے وقت آپ کے پاس ڈکشنری کا ہونا از بس ضروری ہے۔ مشکل اور غیرمانوس الفاظ کے معنی ڈکشنری میں سے تلاش کریں اور پھر انہیں اپنی گفتگو کا حصہ بنالیں تاکہ وہ آپ کے ذہن میں راسخ ہو جائیں۔

53- اپنی شخصیت میں دلچسپی اور جاذبیت پیدا کریں۔ اگر آپ کی ذات میں دلچسپی کا عنصر موجود نہیں ہے تو سامعین بھی آپ میں اور آپ کی باتوں میں دلچسپی کا اظہار نہیں کریں گے۔

54- زندگی کے تجربات و واقعات لوگوں کی توجہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے مقرر کو چاہئے کہ وہ نامور شخصیات کی مثالوں سے اپنی تقریر کو دلچسپ اور متاثر کن بنانے کی کوشش کرے۔

55- تقریر کے ہر پہلو کی کھل کر وضاحت کریں۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ فلاں کے والدین "غریب مگر دیانت دار تھے۔" بلکہ اس کی اچھی طرح وضاحت کریں۔ ایسے واقعات پیش کریں جن سے ان کی غریبی اور ایمانداری کا تعلق واضح ہوتا ہے۔

56- عام سامعین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے دقیق اصطلاحات استعمال نہ

Scanned with CamScanner

کریں بلکہ سیدھے سادے انداز میں انہیں بات سمجھائیں۔ ابراہام لنکن یہی طریقہ اختیار کیا کرتا تھا۔

57- اس بات کا خیال رکھیں کہ جو بات آپ لوگوں کو ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں وہ پہلے آپ کے ذہن میں واضح ہونی چاہیے۔ جس بات کے بارے میں آپ خود پریقین نہیں ہوں گے اس کے بارے میں دوسروں کو کیسے یقین دلائیں گے۔

58- اہم نکات کو دہرائیں اور تقریر ختم کرتے وقت بھی انہیں دہرائیں لیکن ہر بار وہی الفاظ استعمال نہ کریں بلکہ ہر بار نئے الفاظ کا جامہ پہنائیں تاکہ سامعین بور ہوئے بغیر آپ کی بات کو ذہن میں اتار سکیں۔

59- گھسے پٹے الفاظ اور تشبیہات استعمال نہ کریں۔ نئے نئے اور خوبصورت الفاظ سے اپنے مطلب کی وضاحت کریں۔ بار بار ایک ہی لفظ استعمال کرنے کے بجائے اس کے ہم معنی دیگر الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

60- تصاویر اور امثال کے ذریعے لوگوں کو اپنی بات سمجھائیں اور ہر بات واضح انداز میں کریں۔ اگر آپ کی مراد پہاڑی بکرے سے ہے تو پہاڑی بکرا ہی کہیں صرف بکرا نہ کہیں۔

☆ ☆ ☆

Scanned with CamScanner

تقریر کے دوران حرکات و سکنات

تقریر کے دوران آپ کی حرکات و سکنات انتہائی اہمیت رکھتی ہیں اور سامعین آپ کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس ضمن میں خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذیل میں مختلف حرکات و سکنات کو تصاویر کے ذریعے واضح کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ یہ حرکات و سکنات آپ کی بات کو موثر انداز میں سامعین کے سامنے پیش کریں گی حتی کہ آپ کچھ کہے بغیر صرف اپنے انداز سے ہی سامعین تک اپنی بات پہنچا سکتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں اکثر یہی انداز استعمال ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل صفحات پروفیسر ایڈورڈ بی وارمین کی ایک ضخیم کتاب GUSTURES AND ATTITUDES مطبوعہ 1892ء سے اخذ کئے گئے ہیں جو کہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود روز اول کی طرح سند قبولیت رکھتے ہیں۔ آپ بھی غور سے ان حرکات و سکنات کا مطالعہ اور مشاہدہ کریں کامیابی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر1

غور و فکر

غور و فکر کی بہت سی اقسام ہیں---- یعنی ہاتھوں اور بازوؤں کے مختلف انداز---- جب کہ ان کے مقابلے میں سر کی صرف ایک ہی پوزیشن رہے گی---- یعنی سر جسم کی طرف جھکا رہے گا۔ غور و فکر کا اظہار ارتکاز توجہ کے ذریعے کیا جاتا ہے---- ہاتھوں یا بازوؤں کو قریب لایا جاتا ہے اور ہونٹ مضبوطی سے بند ہو جاتے ہیں۔

جیسے ہی جسم کا وزن ایڑیوں پر منتقل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی سر کو جھکا کر ہاتھوں اور بازوؤں کو پوزیشن میں لایا جاتا ہے۔

نوٹ : اگر آپ کے ہاتھوں پر روشنائی یا کسی اور چیز کا نشان ہے تو غور و فکر کے اس انداز کو اپنانے کی تجویز نہیں دی جائے گی۔

تصویر نمبر2

پیش کرنا یا وصول کرنا

غور و فکر کے انداز کو پیش کرنے یا وصول کرنے کے انداز میں منتقل کریں۔ اس طرح قدم آگے لائیں کہ سربلند ہو اور ساتھ ہی بازوؤں کو پھیلائیں۔ جب آپ اپنے خیالات کے اظہار کے لیے قدم آگے بڑھائیں تو ہاتھوں کی حرکات سے ظاہر ہونا چاہئے کہ جیسے آپ بہت قابل قدر قسم کے خیالات پیش کرنے جا رہے ہوں۔

Scanned with CamScanner



FIG. 1:



FIG. 2:



FIG. 3:



FIG. 4:

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر3

ہاتھ بلند کرنا : پہلا حصہ

آپ کی سہولت کے لیے اس انداز کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں سر اور ہاتھ ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہونے چاہئیں۔ ہاتھ کو دائیں طرف باہر کی طرف موڑیں اور اس کے ساتھ ہی سر کو بائیں جانب حرکت دیں۔

تصویر نمبر3

نوٹ : دائیں ہاتھ کی حرکت کا بائیں ہاتھ کو علم نہ ہونے کی بہترین مثال۔

تصویر نمبر4

ہاتھ بلند کرنا : دوسرا حصہ

اس حصے میں بازو اور جسم کا ایک دوسرے کے مخالف سمت ہونا مطلوب ہے۔ دائیں طرف قدم لائیں اور اس کے ساتھ ہی بازو کی پوزیشن تصویر کے مطابق بنائیں---- یعنی چہرہ اور ہتھیلی ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہوں۔

نوٹ : کسی دوست کو اشارہ کرنے کا دانش مندانہ انداز۔

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر5

ہاتھ بلند کرنا : تیسرا حصہ

یہ اس انداز کا آخری حصہ ہے جو اس کی تکمیل کرتا ہے اور اس میں سر اور ہاتھوں کے مخالف سمت ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ حد تک بازو اور جسم بھی ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہوتے ہیں۔ اب ہاتھ کو دائیں طرف سرعت سے موڑا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سر کو بھی حرکت دی جاتی ہے۔

اس انداز میں کندھے تھوڑے سے اوپر کو اٹھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے جسم بھی ذرا بلند نظر آتا ہے اور جیسے ہی دایاں ہاتھ سر کی طرف آتا ہے تو بایاں پاؤں ذرا کھنچ جاتا ہے اور بائیں ٹانگ میں تناؤ آ جاتا ہے جب کہ جسم کا وزن دائیں پاؤں پر منتقل ہوتا ہے۔

تصویر نمبر6

ریسٹ کرنا

ذہن اور عضلات سکون کی حالت میں ہونے چاہئیں اور جسم کا وزن بڑی عمدگی سے پاؤں کے وسط پر متوازن ہونا چاہیے۔

تصویر نمبر7

اظہار جذبات

اس تصویر میں دکھایا گیا انداز جذبات کے اظہار کی علامت

Scanned with CamScanner

ہے---- جس طرح آتش فشاں پہاڑ پھٹنے سے پہلے ہوتا ہے یا سمندر میں طوفان سے پہلے کی کیفیت ہوتی ہے۔

دایاں ہاتھ جسم کے عقب میں بائیں ہاتھ کی گرفت میں ہوتا ہے جب کہ کندھے جو کہ جذبات کا پیمانہ ہوتے ہیں---- اٹھے ہوتے ہیں۔ ہونٹ---- جاندار---- اور تھوڑے سے کھلے نظر آنے چاہئیں یا مضبوطی سے بند ہوں---- بھنویں نیچے کی طرف جب کہ پلکیں اوپر کی طرف اور سانس تیز تیز لیں۔

تصویر نمبر8

ہیروئک انداز : پہلا حصہ

ہیروئک انداز کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ گذشتہ صفحات میں ہاتھ بلند کرنے کے انداز کی طرح اس کے ہر حصے میں کم و بیش وہی عمل دہرایا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ پہلو کی جانب حرکت کو آگے کی جانب حرکت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے---- اس طرح یہ اس سے زیادہ مضبوط صورتحال کا اظہار ہے۔

پہلے حصے میں صرف ہاتھ اور سر کا مخالف سمت ہونا مطلوب ہے۔ ہاتھ کو دائیں طرف اور سر کو بائیں طرف بیک وقت موڑیں۔

تصویر نمبر9

ہیروئک انداز : دوسرا حصہ

اس حصے میں بازو اور جسم کے مخالف سمت ہونے کی ضرورت ہوتی



FIG. 5:



FIG. 6:



FIG. 7:



FIG. 8:

Scanned with CamScanner



FIG. 9:



FIG. 10:

ہے۔ آگے قدم بڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ اور بازو کو تصویر کے مطابق حرکت دیں جب کہ چہرہ اور ہتھیلی ایک دوسرے کے مخالف سمت میں ہوں۔

تصویر نمبر10

ہیروئنک انداز : تیسرا حصہ

ہیروئنک انداز کی تکمیل کے لیے ہاتھ کو تیزی سے اس طرح دائیں طرف موڑیں کہ ہتھیلی کی پشت سر کے پچھلے حصے کے بالکل قریب آ جائے۔ سر بائیں طرف جب کہ ہاتھ اس کے برعکس دائیں طرف حرکت کرتا ہے۔ ہاتھ بلند کرنے کے انداز کی طرح اس میں بھی دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کے درمیان مخالف حرکت محسوس کریں۔

تصویر نمبر11

چیلنج کرنا

- براہ راست چیلنج کے انداز کو اپنائیں اور جسم کے وزن کو اوپر اور پیچھے کی طرف لائیں جب کہ دونوں ٹانگیں مضبوطی سے جمی ہوئی ہوں۔
- تاہم بائیں پاؤں کو اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے دائیں پاؤں کو تھوڑا سا باہر نکالیں---- سینہ مضبوطی سے اکڑا ہونا چاہئے جو کہ دعوت مقابلہ کی دلیل ہے۔

تصویر نمبر12

رد عمل کا اظہار

- اس میں جسم کا وزن اس ٹانگ پر ڈالا جاتا ہے جو کہ پیچھے کی طرف ہوتی ہے---- لیکن گھٹنا خم کھایا ہوتا ہے اور سپورٹ کی پوزیشن کے قریب ہوتا ہے اور فوراً ہی آگے والی ٹانگ کو پیچھے کیا جاتا ہے اور گھٹنا حسب سابق ہلکا سا سہارا دے رہا ہوتا ہے۔
- نوٹ : سر کو کھجا کر رد عمل کا اظہار کریں۔

تصویر نمبر13

اشارہ کرنا

ہتھیلی کو اس طرح چہرے کی طرف لائیں جیسے دائیں طرف کسی کو اشارہ کر رہے ہوں۔ مذکورہ شخص کی طرف آنکھیں مرکوز کر دیں۔

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر14

سلام کرنا

اشارہ کرنے کے انداز سے سلام لینے کا انداز اختیار کریں اور ہاتھ کو اس طرح نیچے لائیں جیسے مصافحہ کرنے والے ہوں---- سر اوپر کی طرف جب کہ جسم معمولی سا پیچھے کی طرف حرکت کرے گا۔

Scanned with CamScanner

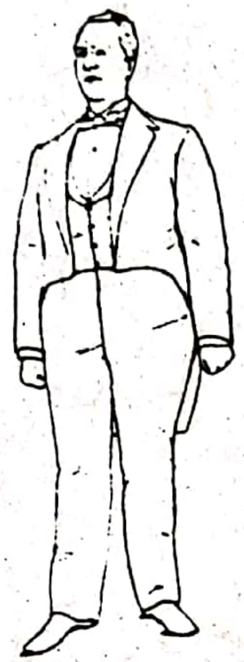


FIG. 11:

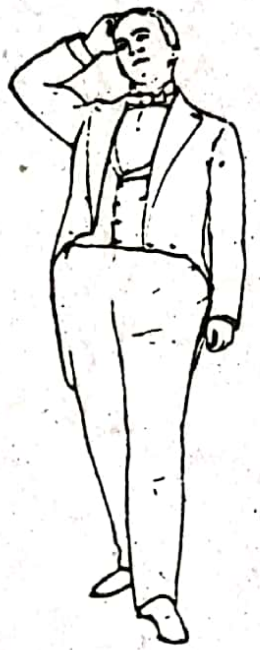


FIG. 12:



FIG. 13:



FIG. 14:

Scanned with CamScanner



FIG. 15:

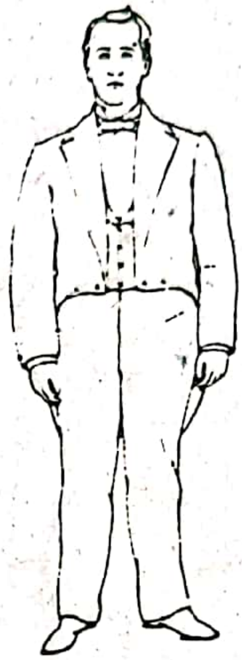


FIG. 16:

تصویر نمبر 15

خاموشی

بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو ہونٹوں کی طرف لائیں۔۔۔۔ جو کہ گفتگو کا ذریعہ ہیں۔۔۔۔ انگلی اس بات کی دلالت ہے کہ انہیں بند رہنا چاہئے۔ دایاں ہاتھ روکنے کا مظہر ہے جب کہ بازو تھوڑا سا پیچھے کی طرف لمبا ہوتا ہے جیسے کہ آپ اپنے عقب یا پہلو میں موجود شخص کو خاموش کرا رہے ہوں۔

تصویر نمبر 16

کمزوری

کمزور شخص مضبوط انداز اختیار کرتا ہے جب کہ مضبوط شخص کمزور انداز اختیار کرتا ہے۔

کمزوری یا چکر آنے کی صورت میں پاؤں علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں تا کہ جسم کو زیادہ سے زیادہ سہارا دے سکیں۔

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر 17

آرام کا عام انداز

گذشتہ انداز کی نسبت پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔ اس میں پیٹ باہر کی طرف نکل آئے گا جب کہ دونوں ہاتھ کولہوں پر ہوں گے اور کہنیاں باہر کی طرف نکلی ہوں گی۔ تاہم یہ ایک غیر شائستہ انداز ہے۔

نوٹ : کسی پسندیدہ شے کو دیکھنے کا انداز۔

تصویر نمبر 18

فیصلے کی کشمکش

آرام کے عام انداز سے فیصلے کی کشمکش کا انداز اختیار کریں اور جسم کا وزن دونوں پاؤں پر برابر تقسیم کرنے کی بجائے دائیں پاؤں پر منتقل کر دیں اور بائیں پاؤں کو ہلکا پھلکا ہونا چاہیے۔ سر نیچے کی طرف جب کہ انگشت شہادت ہونٹوں کی طرف ہونی چاہیے۔

نوٹ : ٹوتھ پک پکڑ کر یہ انداز اختیار کیا جائے تو کسی کو محسوس نہ ہو گا کہ یہ شخص فیصلے کی کشمکش کا شکار ہے۔

تصویر نمبر 19

تجسّس

فیصلے کی کشمکش میں تجسّس کا عنصر کارفرما ہوتا ہے یا اس کے برعکس سمجھ لیں۔ جب قوت فیصلہ کو بروئے کار لا کر فیصلہ کر لیا جائے اور اس پر

عمل در آمد ہونے والا ہی ہو لیکن ابھی خیالات کا اظہار نہ کیا ہو تو اس سے تجسّس کا رجحان جنم لے گا۔

ہاتھ نیچے کی طرف عزم کے انداز میں جاتا ہے جب کہ جسم اس کے برعکس اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اس وقت فیصلے کی کشمکش تجسّس کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔

نوٹ : کسی کو نیچے بٹھانے کا پر تجسّس انداز۔

تصویر نمبر20

ذہنی کوفت : نرم انداز

کوفت کا اظہار مختلف صورتوں یا درجوں میں کیا جا سکتا ہے۔ یہ جتنا نرم انداز سے ظاہر ہو گا سر اتنا ہی زیادہ بلند اور ہاتھ نیچے کی طرف ہوں گے نیز ہاتھ زیادہ مضبوطی سے بندھے ہوئے نہیں ہوں گے۔ تاہم کوفت کا اظہار جتنا زیادہ ہو گا ہاتھ اتنے ہی زیادہ بلند ہوں گے اور مضبوطی سے ایک دوسرے کی گرفت میں ہوں گے۔۔۔۔ سر کوفت کی گہرائی کے مطابق نیچے جھکے گا۔ سر اور ہاتھ کی حرکات بیک وقت ہوں گی۔

Scanned with CamScanner



FIG. 17:



FIG. 18:



FIG. 19:



FIG. 20:

Scanned with CamScanner



FIG. 21:



FIG. 22:



FIG. 23:

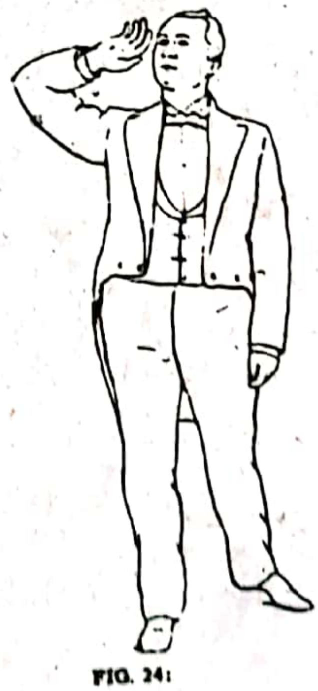


FIG. 24:

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر21

ذہنی کوفت : شدید انداز

انگلیوں کو مضبوطی سے آپس میں پھنسا کر انہیں چھاتی کی طرف بلند کریں اور جیسے ہی ہاتھ اوپر آئیں اس کے ساتھ ہی سر کو نیچے کی طرف ڈال دیں۔

نوٹ : "اوہ! منے نے سارا حلوہ چٹ کر دیا" کا انداز۔

تصویر نمبر22

ذہنی کوفت : شدید ترین انداز

ہاتھوں کو زیادہ مضبوطی سے جکڑ لیں اور سر کو مزید نیچے کی طرف ڈال دیں جب کہ ہاتھ مزید بلند ہو جائیں گے۔ یہ یقین کر لیں کہ سر کی حرکت ہاتھوں کی حرکت سے مطابقت رکھتی ہو۔

نوٹ : ویگن، بس یا ٹرین چھوٹ جانے کا انداز۔

تصویر نمبر23

التجائیہ انداز

التجائیہ انداز کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کھلے ہوں جو کہ خوشی کے عنصر کو ظاہر کرتے ہیں جب کہ بند یا جکڑے ہوئے ہاتھ کوفت کی علامت ہیں۔ اس انداز میں بازوؤں اور جسم کی حرکت کو متوازی ہونے سے بچانے کے

Scanned with CamScanner

لیے بازوؤں کو باہر نکالتے ہوئے جسم کو حرکت دیں۔۔۔۔۔ پھر جب بازو پھیلائیں تو جسم کو آگے کی طرف حرکت دیں۔
نوٹ : بچے کو ہاتھوں میں لینے کے لئے ماں کا انداز۔

تصویر نمبر24

کشش

ہاتھ کی پشت کو چہرے کی طرف لائیں اور اس کے ساتھ ہی قدم اس طرح آگے بڑھائیں کہ جسم اور بازو بیک وقت حرکت کریں۔ چونکہ بازو کندھے سے حرکت کرتا ہے اس لیے قانون تضاد (Law of Opposition) جسم اور ٹخنے کی حرکت میں مطابقت کا متقاضی ہے۔

تصویر نمبر25

انکار کا اظہار

انکار اور کشش دونوں میں متضاد حرکات پائی جاتی ہیں۔ کشش کے انداز سے ہاتھ کو اس چیز کی طرف لائیں جس سے انکار مطلوب ہو۔۔۔۔ بازو آگے آنے کی صورت میں جسم اس کے مخالف سمت یعنی پیچھے کی طرف حرکت کرے گا۔ بازو اور جسم کی حرکات بیک وقت ہونی چاہئیں۔
نوٹ : بائیں پاؤں کے بارے میں احتیاط کریں۔ اگر دایاں پاؤں بھی پیچھے کی طرف حرکت کرے تو مشکل ہو گی۔

Scanned with CamScanner

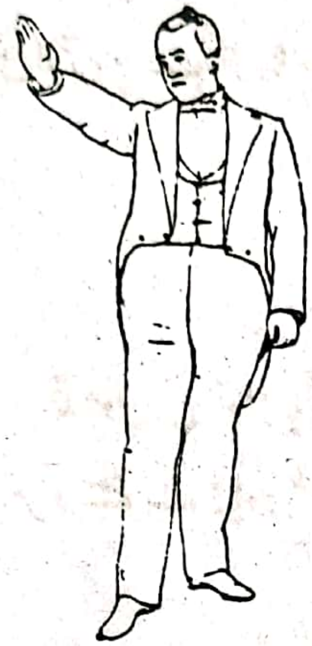


FIG. 25:

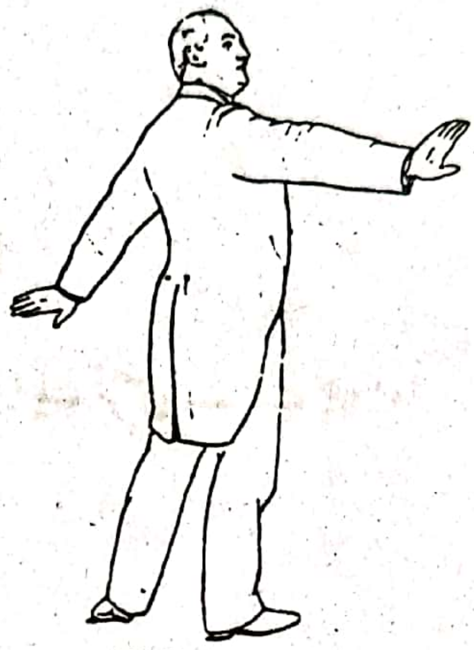


FIG. 26:

تصویر نمبر26

دفاع کرنا

اپنے بائیں طرف کسی بچے کا جب کہ دائیں طرف اس کے دشمن کا تصور کریں۔ آپ بچے کے دفاع میں بایاں ہاتھ بلند کرتے ہیں جب کہ دایاں ہاتھ حملہ آور کو پیچھے دھکیلتا ہے اور آپ کا جسم دفاع کا انداز اختیار کرلیتا ہے۔

نوٹ : "اس معصوم کی طرف اپنے ناپاک ہاتھ بڑھانے سے پہلے تمہیں

Scanned with CamScanner

میری لاش پر سے گزرنا پڑے گا۔" کا انداز

تصویر نمبر27

غور سے سننا

قدموں کی آواز بالکل قریب آ گئی ہے۔ ایک فرضی شے سے چہرہ موڑ کر سر کو سننے کے زیادہ مکمل انداز میں لائیں۔

تصویر نمبر28

غور سے سننا

جب تصوراتی چیز بالکل قریب آ جائے تو آنکھیں اس کے قدموں کی چاپ کی طرف مرتکز ہو جاتی ہیں۔

تصویر نمبر29

غور سے سننا

چہرہ بھی آنکھوں کی سمت میں مڑ جاتا ہے اور یہ حرکت آہستگی سے ہونی چاہئے۔

نوٹ : جاتے ہوئے قدموں کی چاپ سننے کا انداز

تصویر نمبر30

عمومی توجہ

جیسے ہی قدموں کی آواز دروازے کی طرف پہنچتی ہے تو پورا جسم

Scanned with CamScanner



FIG. 27:



FIG. 28:



FIG. 29:



FIG. 30:

Scanned with CamScanner

گہری دلچسپی کا اظہار کرتا ہے جس کے نتیجہ میں جسم اس سمت میں مڑ جاتا ہے اور ایک قدم آگے بڑھایا جاتا ہے۔

تصویر نمبر31

دعوتی انداز

سلام کے بعد دعوتی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ تصویر کے مطابق ہتھیلی کو سینے کی طرف لائیں اور کہنی کو موڑتے ہوئے جسم کو کمر کے مقام سے آگے کی طرف جھکا لیں۔

تصویر نمبر32

اعلانیہ انداز

اگر دعوتی انداز قبول نہ کیا جائے اور دوستانہ جذبات کا ردعمل نہ ملے تو اعلانیہ انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ جیسے ہی ہاتھ اور بازو کو لمبا کیا جاتا ہے تو بازو اس کے برعکس پیچھے کی طرف جھولتا ہے۔

نوٹ : ٹریفک سارجنٹ کا سا انداز۔

تصویر نمبر33

یقین دلانا

اعلانیہ انداز میں یقین دلانے کے انداز کا اضافہ کریں۔ ہاتھ اور بازو کو واپس لایا جاتا ہے اور تصویر کے مطابق انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner



FIG. 31:



FIG. 32:



FIG. 33:



FIG. 34:

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر34

اظہار حیرت

اس بات پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ دوست بھی اس پر لگائے گئے الزام کو درست سمجھ رہا ہے اور پورے جسم سے اس کا اظہار ہو رہا ہے---- ہاتھ کھلے ہیں اور حیرت کے انداز میں تصویر کے مطابق پھیلے ہیں۔ ہونٹ اور آنکھیں حیرت کے درجے کے مطابق متاثر نظر آ رہے ہیں۔

نوٹ : "اوہ یہ خلاباز" کہنے کا انداز۔

تصویر نمبر35

الزام تراشی

ہم اس شخص پر الزام تراشی کرتے ہیں جو ہماری پریشانی کا باعث بنا ہو اور ہم اس کا اظہار کھلم کھلا کرتے ہیں اور اپنے دعوے کی تصدیق میں کوئی ٹھوس ثبوت فراہم کرتے وقت ہم تصویر کے مطابق ہاتھ کی پوزیشن اختیار کرتے ہیں۔ ہاتھ کندھوں کے لیول میں بالکل سیدھا ہونا چاہیے۔

نوٹ : آفس کی کھڑکی سے بارش کا جائزہ لینے کا انداز

تصویر نمبر36

بد زبانی

اس موقع پر ہمارے جذبات کو اتنی ٹھیس پہنچی ہے کہ ہم اس شخص

Scanned with CamScanner

پ بھیجنے کے لئے تیار ہیں جس نے ہمارے ساتھ گڑبڑ کی ہے۔
دائیں بازو کو اس طرح بلند کیا جاتا ہے کہ انگلیاں الگ الگ اور مڑی ہوتی ہیں جیسے ک شے کو گرفت میں لینے والی ہیں۔

تصویر نمبر37

اظہار ندامت

جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری پریشانی کا اصل سبب ہماری اپنی کمزوری اور غلط فیصلہ ہے تو ہم نادم ہوتے ہیں۔ اس دوران ہاتھ سر پر ٹک جاتا ہے۔

نوٹ : بڑھانے کے نوشن کے فراڈ ظاہر ہونے پر اپنایا جانے والا انداز۔

تصویر نمبر38

شرمندگی

شرمسار ہونے پر ہم اپنی آنکھیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ اس انداز میں سر اوپر کی طرف جب کہ ہاتھ نیچے کی طرف حرکت کرتا ہے۔

نوٹ : زیادہ دیر تک اس انداز کو اختیار نہ کریں۔

تصویر نمبر39

غم و غصہ

غم و غصے کے انداز میں ہمارا سر نیچے ڈھلک جاتا ہے۔ اس میں سر

Scanned with CamScanner

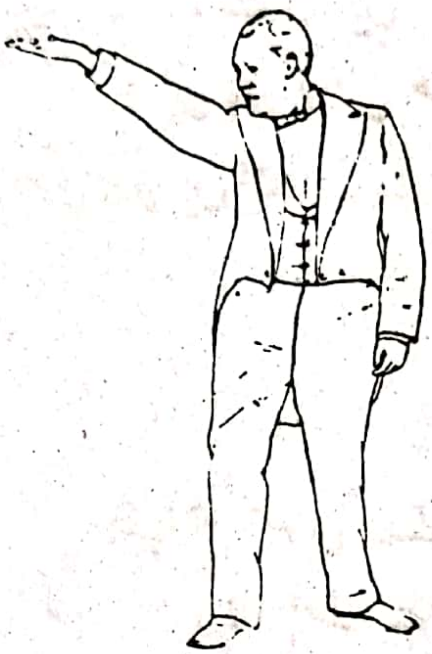


FIG. 35:



FIG. 36:



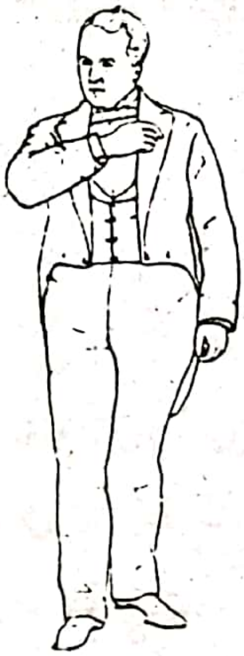
FIG. 37:

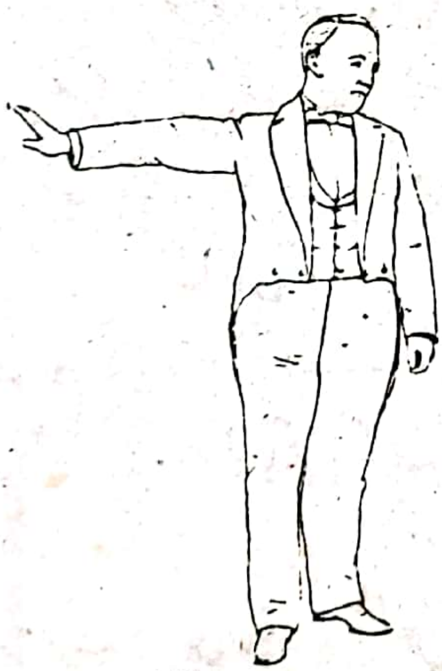


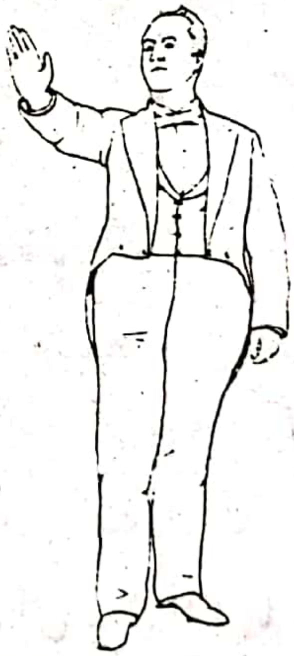
FIG. 38:

Scanned with CamScanner


FIG. 39:


FIG. 40:


FIG. 41:


FIG. 42:

Scanned with CamScanner

اور ہاتھ متضاد حرکت کی بجائے متوازی حرکت کرتے ہیں یعنی نیچے کی طرف آنکھیں ہاتھوں سے ڈھکی رہیں گی۔

تصویر نمبر40

ملامت کرنا

ہم اپنے غلط فیصلے کی بنا پر خود کو ملامت کرتے ہیں۔ اس میں ہاتھ چھاتی کی طرف جھکتا ہے اور سر ہاتھ کی حرکت کی مناسبت سے اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ یہ انداز آہستگی سے اختیار کیا جانا چاہئے۔

تصویر نمبر41

نرمی سے رد کرنا

اگر کوئی دوست ہمیں تعاون اور ہمدردی کی پیش کش کرتا ہے لیکن ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تو ہم نرمی سے اس کے دست تعاون سے انکار کر دیتے ہیں۔

جب کہنی کو ہاتھ کی بلندی تک اٹھایا جاتا ہے تو ہاتھ کو آہستہ آہستہ اوپر لایا جاتا ہے---- جب کہ ہتھیلی کا رخ باہر کی طرف ہو۔ اس دوران سر اور جسم کو بائیں طرف جب کہ بازو اور ہاتھ کو مخالف سمت میں حرکت دیں۔

نوٹ : کسی ناپسندیدہ شخص کو پرے رکھنے کے لئے بھی یہ انداز اپنایا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

تصویر نمبر42

تردیدی شکریہ

اگرچہ ہم کسی کے دست تعاون کو ٹھکرا دیتے ہیں لیکن ہم اس کے ہمدردی پر مبنی محرک کو نظرانداز نہیں کرتے اور دل ہی دل میں اس کے شکرگزار بھی ہوتے ہیں۔

انکار سے شکریئے کے انداز میں آنے کے لئے سر اور جسم کو بیک وقت سامنے کی طرف اس طرح لائیں کہ دایاں بازو آگے لایا جائے۔ دایاں ہاتھ تھوڑا سا ہتھیلی کی طرف جھکا ہونا چاہیئے اور کہنی مڑی ہونی چاہیئے۔ جسم تھوڑا سا پیچھے کی طرف ہونا چاہیئے۔

نوٹ: پیچھے کی طرف بہت زیادہ نہیں جھکنا چاہیئے۔

تصویر نمبر43

جسامت بمقابلہ ذہانت

تصویر نمبر44

ذہانت بمقابلہ جسامت

تصویر نمبر45

درست قامت

درست قامت کے حصول کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ دیوار کے

Scanned with CamScanner

ساتھ لگ کر کھڑے ہوں۔ سب سے پہلے ایڑیوں کو دیوار سے لگائیں، اس کے بعد پنڈلیوں کو اور بقیہ جسم کو حتی الامکان دیوار سے لگانے کی کوشش کریں نیز کندھے اور سر لازما" دیوار سے لگے ہوں۔ سر کو سیدھا رکھیں اور زیادہ پیچھے کی طرف نہ جھکائیں۔

تصویر نمبر46

غلط قامت ------ کھلے پاؤں

پلیٹ فارم پر پاؤں کو آزادانہ طور پر آگے کی طرف اس طرح زیادہ نہ نکالیں کہ اس پر جسم کا وزن بالکل نہ پڑ رہا ہو بلکہ تھوڑا سا آگے کی طرف ہونا چاہئے۔ جب ایک پاؤں کو دوسرے سے زیادہ فاصلے پر نکال کر رکھا جاتا ہے تو ایک ٹانگ پر وزن مرکز ہونے کی وجہ سے ایک گھٹنا دوسرے سے نیچا ہو جاتا ہے جس کا بہت غلط اثر پڑتا ہے۔ اس قسم کا انداز احترام یا توجہ حاصل نہیں کر پاتا۔

نوٹ : اس طرح سیدھے کھڑے ہوں یوں جیسے درزی کے سامنے ناپ دے رہے ہوں۔

تصویر نمبر47

درست قامت ------ کھلے پاؤں

پاؤں اور کولہوں کی غلط حرکت کی عادت سے احتراز کے لئے پاؤں کو ایک دوسرے کے قریب رکھیں اور تھوڑا سا باہر کی طرف نکالیں۔

Scanned with CamScanner



FIG. 43:

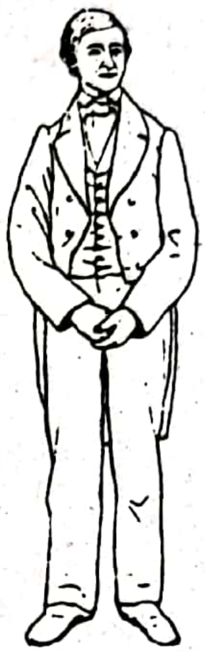


FIG. 44:



FIG. 45:

Scanned with CamScanner



FIG. 46:



FIG. 47:

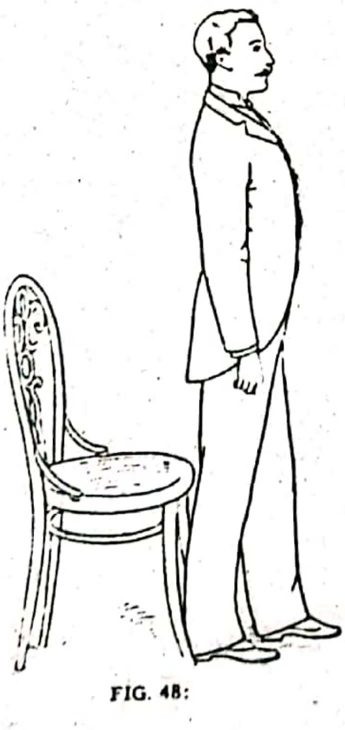


FIG. 48:

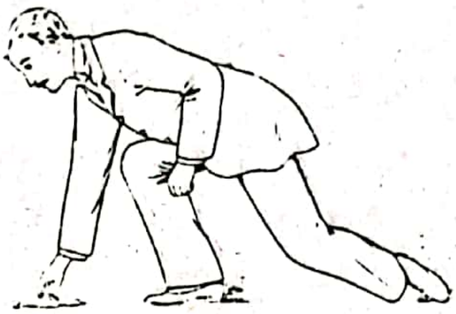


FIG. 49: STOOPING



FIG. 50:

Scanned with CamScanner

جسم کے وزن کو ٹانگ یا پاؤں کے درمیان میں مرتکز کریں۔
کولہوں کی صحیح حرکت کے لیے ایک آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھوں کو کولہوں پر رکھیں۔ جسم کے وزن کو باری باری پاؤں پر منتقل کریں اور خیال رہے کہ کندھے ہموار رہیں اور جسم اطراف میں نہ جھولے۔

تصویر نمبر48

کرسی پر بیٹھنا

کرسی پر بیٹھتے وقت ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے ظاہر ہو کہ آپ سہارے کے بغیر ہیں۔ کرسی پر بیٹھنا جتنا آسان نظر آتا ہے بعض اوقات اتنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔
کھڑے کھڑے پاؤں کو اس طرح علیحدہ کریں کہ ایک پاؤں دوسرے سے تھوڑا سا آگے ہو۔ کمر سے جسم آگے کی طرف جھکائیں اور پچھلی ٹانگ کے گھٹنے کو موڑیں اور اس طرح توازن برقرار رکھتے ہوئے صحیح انداز نشست اختیار کریں۔
بیٹھتے ہوئے پاؤں کو متوازی رکھنے سے گریز کریں اور انہیں تصویر کے مطابق رکھنے کی کوشش کریں۔

تصویر نمبر49

جھکنے کا انداز

نوٹ : اس قسم کا انداز صرف اس وقت اپنایا جائے جب کوئی انتہائی قیمتی

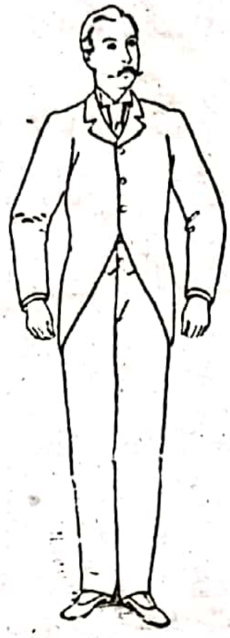


FIG. 51:



FIG. 52:



FIG. 53:

Scanned with CamScanner

چیز اٹھانا مقصود ہو ورنہ حتی الامکان اس انداز سے احتراز کریں۔

تصویر نمبر50

خود آگاہی

کسی شخص کی شخصیت کا بہترین اظہار کہنیوں کے ذریعے ہوتا ہے۔
جب کہنیوں کو باہر نکالا جاتا ہے تو بھدے پن یا طاقت یا غرور یا ذاتی شکل و شباہت کا اظہار ہوتا ہے۔

تصویر نمبر51

خود اطمینانی

نوٹ : اس قسم کے جسم کے ساتھ خود اطمینانی کا یہ انداز ایک بہترین مثال ہے۔

تصویر نمبر52

شرمیلا پن

خود آگاہی اور خود اطمینانی کا فرق سر کی پوزیشن سے واضح ہوتا ہے۔
خود اطمینانی کے انداز میں سر کو بلند اور پیچھے کی طرف رکھتے ہوئے معمولی سا ایک جانب موڑا جاتا ہے۔
تاہم شرمیلے پن کے اظہار کے لئے کہنیوں کو بالکل سیدھا کر لیا جاتا ہے اور سر کو تھوڑا سا نیچے کی طرف کر لیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

نمونے کی تقریریں

ذیل میں چند نمونے کی تقریر دی جا رہی ہیں جن سے آپ خاطرخواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ آپ کے لیے گائیڈ لائن کا کام دیں گی۔ متبدی حضرات ان تقاریر کو یاد کر سکتے ہیں اور ان سے چیدہ چیدہ نکات بھی اخذ کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں یہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ اپنے ذاتی تجربے اور علم کو بروئے کار لاتے ہوئے تقریر تیار کریں تا کہ آپ ہمیشہ تقاریر کے لیے ریڈی میڈ تقریروں کے محتاج نہ رہیں بلکہ خوداعتمادی سے کام لیتے ہوئے ہر قسم کی تقریر کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تقریر تیار کریں۔ انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

Scanned with CamScanner

مسلمانی حقیقت میں محبت مصطفیٰؐ کی ہے

محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

صدر ذی احتشام!

خالق ارض و سما نے جہاں قلب آدم میں بغض و عناد اور نفرت و حسد کو لکھا وہاں اسے محبت و الفت کے لازوال جذبہ سے بھی مزین کیا۔ کسی خوبصورت اور دلنشین چیز سے محبت ایک فطری عمل ہے۔ جب انسان مکمل اوصاف سے بھرپور کسی ہستی کو دیکھتا ہے تو اس کا دل بے اختیار اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کے لیے بے قرار و بے تاب ہو جاتا ہے۔

دل کا تقاضا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی ذات سے محبت کروں جو حسن و جمال، صبر و استقلال، عدل و انصاف، خلوص و وفا کا پیکر اور اہلِ بزم کی نظروں کا محور اور ستاروں کے جھرمٹ میں چندا کی حیثیت کا حامل ہو۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان اوصاف کا پیکر کون ہو سکتا ہے۔ اس کشمکش میں ذہن میں طرح طرح کے سوال ابھرتے ہیں۔ آخر ذہن ایک جامع اور اکمل ہستی پہ آ کر سوچوں کے محل کو گراتا ہے۔ یہ کون ہستی ہے؟ یہ محبوب مالک ارض و سما، والضحیٰ کے چہرے والے، واللیل کی زلفوں والے شفیع دو عالم، نور مجسم حضرت محمدؐ کی ذات بابرکات ہیں۔ جن سے انسانیت کے علاوہ حیوانوں کو بھی محبت ہے۔ حتیٰ کہ خداوند عظیم بھی اپنی

Scanned with CamScanner

محبت کا دعوے دار ہے۔

جناب صدر! یہ آنحضرت کی مبارک ہستی ہے کہ جسکے دامن رحمت کے سایہ تلے جو بھی آیا۔ سلطان زمانہ کا لقب پا گیا۔ آج عالم اسلام جن کو امیرالمومنین اور خلفائے راشدین کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ لقب اور عزت و مرتبہ انہیں حضورؐ کی غلامی اور محبت نے ہی عطا کیا ہے۔

جس طرف چشم محمدؐ کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

سامعین! حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضور پرنورؐ کا چاند سا چہرہ اپنی گود میں لیے ہوئے ہیں۔ رہنمائے کائنات اور محبوب کائنات آپ کی گود میں آرام فرما ہیں' نماز عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔ خدا کا خوف دل پر طاری ہو جاتا ہے۔ اِدھر مصطفیٰؐ کی محبت ہے اُدھر احکام خداوندی' آخر کس کا پاس کرے؟ آخر محبت مصطفیٰؐ نے غلبہ پایا۔ حضرت علیؓ جانتے تھے کہ جو میری گود میں سونے والا ہے اسی کی محبت ہی اصل نماز ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

والسلام

حضورؐ کی ولادت باسعادت

صاحب صدر اور معزز سامعین! السلام علیکم!

خالق کائنات لامکاں کی وسعتوں میں یکتا و تنہا تھا۔ اس کو خیال رونمائی آیا اور اپنے ہی جمال نور میں گم ہو کر لفظ "کن" کا نغمہ چھیڑا۔ سامنے جب آئینے کی تشکیل ہوئی تو وہ اس کو دیکھ بھال کر اپنے ہی جلوے کی رعنائیوں میں محو ہو گیا اور بے اختیار پکار اٹھا **"ھذا محمد"** اس عکس جمال الوہیت کا چرچا کرنے کے لیے پھر محفل **کن فیکون** برپا کی۔ ارض و سما کی رفعتیں پھیلیں، روحوں کے نغمے گونجے، کہکشاں، سورج، چاند، ستارے مزین ہوئے، عرش پر کرسی اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ بچھائی گئی۔ ایک نظام منضبط ہوا اور اپنی لامکاں کی خلوتوں سے حسن وحدت کا آئینہ عرش اولیٰ پر سجایا گیا۔ روحوں سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا گیا اور نبیوں سے عکس جمال ذات کی وابستگی کا میثاق قلمبند ہوا۔ قلم کی پہلی تحریر جو لوح محفوظ پر لکھی گئی، وہ یقیناً یہی عہد تھا۔ ہم چونکہ اس کائنات بسیط کے ایک جزوی حصے کے مکین ہیں، اس لیے اپنے مکاں سے رحمتہ اللعالمین کا رشتہ ہے اور اسی کا ذکر کر سکتے ہیں۔

جن و ملائک، شجر و حجر کی تخلیق کے ساتھ ساتھ پیکر آدم کا وجود خلق ہوا۔ پیکر آدم کے عناصر مجموعہ ضدین تھے، اس لیے فساد و اختلاف اس کے خمیر میں شامل تھا۔ لیکن اس فساد و اختلاف پر قابو رکھنے کے لیے خالق کائنات نے اپنی روح کو جسم آدم کا حصہ بنا دیا۔

Scanned with CamScanner

معزز سامعین! روح کیا ہے؟ اس پر مفکرین نے طویل مقالات تصنیف کیے لیکن اس کی الہامی تعریف "امر ربی" ہے۔ گویا کہ روح بھی اس عکس جمیل کی ایک کرن ہے جو کائنات انسانیت کو منور اور تابندہ کئے ہوئے ہے۔۔۔ آدمؑ کے سلسلہ نسل کو محض اس لیے جاری کیا گیا کہ اس آئینہ جمال خداوندی کو عالم مکان مجسم کرنا تھا۔۔ گردش لیل و نہار جاری و ساری رہی' چاند اپنے داغوں کے باوجود روشن رہا۔ سرزمین عرب پر جہالت کے اندھیرے' کفر کی ظلمتیں' تعصب کے بگولے پھیلے ہوئے تھے۔ صدیوں کے انتظار کے بعد بالاخر وہ لمحہ حسین آ پہنچا۔ حضرت آمنہ کی گود سے ایک مہرجبیں طلوع ہوا جس کی روشنی زمین سے آسمان تک اور آسمان سے لامکان تک احاطہ کئے ہوئے تھی۔ قدسیوں نے گیت گائے' ملائک کے دہن نغمہ ریز ہوئے' حوروں نے محفلیں جمائیں' رضوان رقص کناں ہوئے' شجر و حجر' کوہ و دمن' دشت و گلشن' الغرض عالم مکاں کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔۔ ربیع الاول کے نظارے چشم کائنات بسیط نے کہاں دیکھے تھے۔ عالم امکان کی وہ انتہا ظہور پذیر ہوئی جس کی سرحدیں عالم وجوب سے ملتی تھیں۔ سلام ہو ان لمحات پر جس کی تابانیوں میں صدیاں تو کیا' ابد بھی رخشندہ ہے۔۔ درود ہو اس ساعت پر جس نے انسانیت کو نغمہ صلی اللہ بخشا۔ اس ساعت پر بھی جس میں درود مسعود ہوا۔۔ یہ سب سامان و اہتمام جلیل القدر ہستی لئے ہوئے جنہیں خاتم النبین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن کے آنے سے وہ ظلمتیں چھٹ گئیں جنہوں نے انسانیت کے نورانی چہرے کو دھندلا رکھا تھا۔ جو نور میں اول اور ظہور میں سب سے

Scanned with CamScanner

آخر ہے۔ جس کی حیات طیبہ ایک مشعل ہے، جس سے تاریکیاں اجالے میں بدلتی ہیں اور ظلمتیں نور کا لباس پہنتی ہیں۔ آپؐ وہ عظیم انسان ہیں جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی اور جن سے زیادہ کسی نے اپنے خالق کی تعریف نہیں کی۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

معززین کرام! ایک شخص کی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کی سیرت ہے اور اس ظلمت خانہ کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔

والسلام

Scanned with CamScanner

انسانیت کی فلاح رسول اکرمؐ کی زندگی اپنانے میں ہے

صاحب صدر اور معزز اساتذہ کرام!

السلام علیکم!

"انسانیت کی فلاح رسول اکرمؐ کی عملی زندگی اپنانے میں ہے

یہ وہ صدائے بازگشت ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل انسان کے عشرت کدوں میں گونج رہی تھی۔ اس حقیقت کو پرکھنے کے لیے ذرا آج سے چودہ سو سال قبل عرب کا تصور کیجئے جہاں جہالت و گمراہی کے تہہ بہ تہہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ انسانیت اپنا حقیقی حسن کھو چکی تھی-- درندگی اور ہوس نے اس کے چہرے کو اس قدر گھناؤنا بنا دیا تھا کہ وحشت بھی اس سے پناہ مانگتی تھی۔ اچانک ہی ضلالت و گمراہی کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں حرا کی چوٹی سے ایک شمع ہدایت روشن ہوئی جس نے ظلمت کا سینہ چھید ڈالا' طوفانوں کے رخ بدل ڈالے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

خانہ خدا کی طرف نظر دوڑائیے جہاں 330 بتوں کی حکمرانی تھی۔ ہندوؤں میں طبقاتی تقسیم کو لیجئے' شودر لوگوں کو مذہبی احکام سننے کی اجازت نہ تھی۔ آپؐ نے لا الا الا اللہ کہہ کر طبقاتی تقسیم پر زبردست کاری ضرب لگائی۔ ارکان اسلام پر پابند رہنے کی تلقین کی۔ خود عمل کرکے دکھایا۔ گھنٹوں خدا کی عبادت کرتے کہ پاؤں سوج جاتے۔

Scanned with CamScanner

صدر ذی احتشام! غریبوں کی فلاح کے لیے صوم کا حکم دیا تو کئی دن شانہ نبوی میں بھوکے پیاسے گزر گئے۔ جب دولت کی فراوانی سے گردنیں اکڑ جاتی ہیں' روپے پیسے کی چمک سے رحم و کرم اور عقل و دانش کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں تو آپ زکواۃ کا حکم دیتے ہیں اور حضرت ابوذرؓ سے فرماتے ہیں کہ "اگر احد کا پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو کبھی میں پسند نہیں کروں گا کہ تین دن گزر جائیں اور اس میں ایک دینار بھی میرے پاس ہو' بشرطیکہ کسی قرض کے ادا کے لیے کچھ بچے۔"

خدا تعالیٰ نے آپ کے قول و فعل کو سنت کا نام دے کر قابل عمل قرار دے کر اتباع کا حکم دیا ہے۔

سورہ احزاب میں ہے:

"جب اللہ کے رسول کسی امر کا فیصلہ دیں تو مرد اور عورت کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار نہیں۔"

معزز سامعین! انسانیت کی فلاح کے لیے "خوش خلقی" سب سے اہم جزو ہے۔ آپؐ نہ صرف مومنوں بلکہ مشرکوں سے بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ایک مشرک عورت کا وطیرہ تھا کہ آپ جب اس کے کوچے سے گزرتے تو چھت سے کوڑا پھینکتی۔ ایک دن اس کو غیر حاضر پا کر اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ بیمار پایا تو سارا دن بیمار پرسی میں صرف کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: **انک لعلی خلق عظیم**

انسانیت کی فلاح کے لیے تقویٰ' صبر و شکر' عفو و درگزر' عدل و

Scanned with CamScanner

انصاف کا حکم دیا تو پہلے عمل کر کے دکھایا۔۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم"

آپؐ خود تقویٰ کی صفات سے بہرہ ور تھے اور مسلمانوں کے لیے ایسے نمائندے چنے جو قرآن و سنت پر عمل پیرا ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک طرف تو بلالؓ جیسے سیاہ فام غلام کو سب کا آقا بنا دیا تو دوسری طرف ابوہریرہؓ کو سطوت شاہانہ عطا کی۔

عفو درگزر کا حکم دیا۔ وادی طائف میں دین حق کی تبلیغ کے لیے آپ پر پتھر برسائے گئے۔ دونوں پاؤں مبارک زخمی ہو گئے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ "محبوب خدا حکم ہو تو طائف کا پہاڑ ان پر گرا دوں۔"

فرمایا: "میں زحمت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھ گئے۔۔

ایسی رحمتیں کر اہل طائف کے مکینوں پر
خدایا پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

فتح مکہ کے موقع پر کافروں کو معاف کر دیا۔

غور فرمائیں اگر وہاں چنگیز خان ہوتا تو انسانی کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کروا دیتا۔ ہلاکو خاں ہوتا تو قتل عام کا حکم دیتا۔ ہٹلر ہوتا تو سرعام بازاروں میں الٹا لٹا دیتا مگر آپؐ نے فرمایا:

"جاؤ آج تم سے کوئی بازپرس نہیں۔

عورت کے ساتھ اس قدر ناروا سلوک کیا جاتا تھا کہ انسانیت کی دھجیاں بکھر جاتیں مگر آپؐ نے یہ کہہ کر عورت کی عظمت کو چار چاند لگا

Scanned with CamScanner

دیئے کہ "دنیا میں مجھے خوشبو اور عورتیں عزیز ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

تمام غزوات میں پیش پیش رہتے اور جوش ایمانی سے غلبہ پاتے ہیں۔ آپؐ سود اور بیع کے فرق کو واضح کرتے ہیں' راشی اور مرتشی کے عذاب سے ڈراتے ہیں' اقارب و ہمسائے کے حقوق متعین کرتے ہیں' والدین کے حقوق کو اولاد پر اور اولاد کے حقوق کو والدین پر وضع کرتے ہیں' بخیل اور چور کی سزا متعین کرتے ہیں۔

آپ کی عملی زندگی نہ صرف دنیاوی فلاح بلکہ اخروی نجات کا بھی ذریعہ ہے۔ آپؐ فاطمتہ الزہرہؓ سے فرمایا کرتے تھے:

"اے فاطمہؓ تو اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تو ختم الرسل کی بیٹی اور شیر خدا کی زوجہ ہے' بلکہ ڈرنا اس کھڑکھڑاہٹ والے دن سے جب کوئی چیز کام نہ آئے گی سوائے اعمال صالحہ کے۔"

صاحب صدر! انسان کی زندگی کے مختلف مظاہر' ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ آپ کی سیرت کا نمونہ ہے۔ مختصر یہ کہ اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت کو دیکھو۔ اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو' اگر مسلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کا حال دیکھو' اگر شاگرد ہو تو روح القدس کے سامنے نظریں بچھانے والے پر غور کرو' قاضی ثالث ہو تو طلوع آفتاب سے قبل مکہ میں داخل ہونے والے ثالث پر

Scanned with CamScanner

نظر دوڑاؤ، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، اگر بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ و عائشہؓ کے شوہر پاک کی حیات مقدسہ تمہارے لیے مشعل راہ ہے، غرض تم جو کوئی بھی ہو، جہاں کہیں بھی ہو، تمہاری اصلاح کا سامان تمہارے ظلمت خانہ کے لیے ہدایت کا چراغ اور اصلاح کا نور آپ کی سیرت مقدسہ اپنانے میں ہے۔

صاحب صدر! آج مسلمان زوال پذیر دور سے گزر رہے ہیں، صرف اس لیے کہ وہ رنگینیوں کے دام میں الجھتے جا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ کبھی تو سقوط بنگال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی ڈھاکہ کی صورت میں، کبھی سپین میں مسلمانوں کی عظمتوں کی چراغ گل ہو جاتے ہیں تو کبھی سمرقند و بخارا کے بلند و بالا میناروں سے گونجنے والی اذانیں ہمیشہ کے لیے سرد پڑ جاتی ہیں۔ صرف اس لیے کہ ہم حدیث و سنت پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور پھر انسانیت کی فلاح رسول اکرمؐ کی عملی زندگی اپنانے میں ہے۔

نبی کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے
کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر بن جائے

والسلام

Scanned with CamScanner

سیرت و فضیلت نبویؐ

جب ذکر رخ سلطان مدینہ آیا
ماہ و خورشید کے ماتھے پہ پسینہ آیا
لب جبریلؑ نے سو بار ادب سے چوما
لب جبریلؑ پہ جب نام مدینہ آیا
نحمد و نصلی علیٰ رسول الکریم امابعد!

حضورؐ کا خادم، راہ مدینہ کے گردو غبار کا ایک ناچیز ذرہ اور اسلام کا ایک ادنیٰ سا رضاکار آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

صاحب صدر! جب میں حضورؐ کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہوں تو میری حالت اس گلچیں کی سی ہوتی ہے جس کے سامنے طرح طرح کے رنگ برنگے پھول کھلے ہوں اور وہ حیران ہو کہ کس کو توڑوں؟ اور کس کو چھوڑوں؟

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو زداماں گلہ دارد

سامعین کرام! میرے آقاؐ کی حیات طیبہ کے جس پہلو کو بھی دیکھا جائے تو وہ سورج کی طرح تابناک نظر آئے گا اور ہم آپؐ کو زندگی کے جس شعبہ میں بھی دیکھتے ہیں کامل اور مکمل پاتے ہیں۔

صاحب صدر! حضرت ابوبکرؓ جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو صدیقؓ بن جاتے ہیں۔ عمرؓ آتے ہیں تو فاروق کا لقب پاتے ہیں۔ اور

Scanned with CamScanner

جب حضرت عثمانؓ خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوتے ہیں تو آپؐ کے فیض سے ذوالنورین بن جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ جب آپؐ کے مدرسہ مبارک میں داخل ہوتے ہیں تو شیر خدا کا لقب پاتے ہیں۔

جس طرف چشم محمدؐ کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

صدر ذی محترم! میرے آقا سے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا۔ کفار مکہ نے آپ سے معجزات طلب کیے۔ بتوں کا کلمہ پڑھنا' چاند دو پارہ ہونا درختوں کا چل کر آپؐ کے پاس آنا' اور پتھروں کا جھک کر سلام کرنا' یہ سب میرے آقا کی شان کے مظہر نہیں تو اور کیا ہے؟

صدر ذی وقار! ایک دفعہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے ہیں۔ پہاڑ ہلنے لگتا ہے تو میرے آقا فرماتے ہیں۔ "اے احد! رک جا! ہلتا کیوں ہے؟ تو نہیں جانتا کہ تیری پشت پر ایک پیغمبرؐ ایک صدیقؓ اور دو شہیدوں کے قدم ہیں۔" پہاڑ رک جاتا ہے عرض کرتا ہے " یا رسولؐ اللہ میں ہل نہیں رہا' بلکہ میں تو آپ کے آنے کی خوشی میں جھوم رہا ہوں۔"

حضرات! اس دنیا کا وجود بھی ایک معجزے سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ کے آنے سے ہی یہ جہاں وجود نہیں آیا۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے محبوب کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کی کسی چیز کو بھی پیدا نہ کرتا۔ نہ شجر ہوتے نہ حجر ہوتے۔ نہ چرند ہوتے نہ پرند ہوتے۔ نہ زمیں ہوتی نہ آسماں ہوتا اور نہ ہی یہ پاک محفل ہوتی

Scanned with CamScanner

خدا کی بقسم خدائی نہ ہوتی
اگر ظہور مصطفائیؐ نہ ہوتی

سامعین کرام! یہ دن انسانیت کی سربلندی کا دن ہے یہ دن اہل عالم کو امن و سلامتی، احترام آدمیت اور خدا شناسی کا پیغام دیتا ہے۔ یہی وہ دن ہے جس کی آمد سے کفرو شرک کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگوں کو ایک خدا کی معرفت حاصل ہوئی اور سچ بولنے والوں کا سورج طلوع ہوا۔ ظلم و جور کا خاتمہ ہو گیا۔ عورت کو مرد کے برابر درجہ ملا۔ اسلام سے پہلے آقا اپنے غلام کو تعصب اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن جب نبی کریمؐ اس دنیا میں تشریف لائے اور اسلام کی روشنی تمام دنیا میں پھیلائی تو آپؐ نے غلام اور آقا کے اس فرق کو ختم کر دیا۔

آپؐ نے صدیوں کے دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور فرمایا ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

صدر گرامی قدر! ہم مسلمان اگر حضورؐ کے ارشاد کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں تو یقیناً انسانیت کو وہ تمام سربلندیاں حاصل ہو جائیں جن کی تلاش میں وہ صدیوں سے سرگرداں ہے۔

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

اقبالؒ کا پیغام نوجوانان ملت کے نام

نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم امابعد بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر جوان ہوں میری قوم کے جسور و غیور
قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں

صدر ذی وقار! اور معزز سامعین- یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ نوجوان ہی کسی قوم کا سرمایہ افتخار ہوتے ہیں- قوم کی تمام تر امیدیں انہی کے دامن سے وابستہ ہیں- نوجوان مستقبل کے معمار ہوتے ہیں اگر کوئی قوم آنکھ ہو تو یہ نوجوان اس کی بینائی ہوا کرتے ہیں- اگر کوئی قوم پھول ہو تو یہ نوجوان اس کی خوشبو ہوا کرتے ہیں- آنکھ بینائی کے بغیر اور پھول خوشبو کے بغیر بے حقیقت ہے- چنانچہ نوجوانوں کو قوم میں مرکزی حیثیت حاصل ہے- کیونکہ بچہ اتنا باشعور نہیں ہوتا کہ قوم کی بھلائی کا منصوبہ سوچ سکے- اس کے ساتھ ساتھ اس میں ہمت و قوت بھی نہیں ہوتی جبکہ بوڑھا آدمی مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ تو کر سکتا ہے مگر میدان کار زار میں تلوار کے جوہر نہیں دکھا سکتا- صرف نوجوان ہی ایسا طبقہ ہیں جو قوم کی امیدوں پر پورا اتر سکتا ہے- اور صرف نوجوان ہی ایسے ہیں جو فکری یا عملی انقلاب برپا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں-

اے قوم تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

صدر ذی وقار! اسی حقیقت کے پیش نظر علامہ اقبال نے نوجوانوں کو ہی اپنے کلام کا مرکز بنایا- اقبال نے جہاں فلسفہ اور دین حق پر روشنی

Scanned with CamScanner

ڈالی۔ وہاں نوجوانان ملت کی رہنمائی بھی کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اگر نوجوانوں کا کردار بگڑ گیا تو پوری قوم تباہی و ذلت کے اس عمیق گڑھے میں جاگرے گی جہاں سے اس کا نکلنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اقبال نے اپنے کلام میں نوجوانوں کو ان کی منزل کی راہ دکھائی فرماتے ہیں

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

علامہ اقبال ایک سچے مسلمان نڈر مومن اور پکے عاشق رسولؐ تھے۔ آپ نے عشق مصطفیٰ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور اسی عظم مقصد کے لئے تمام عمر کوشاں رہے۔ آپؒ جانتے تھے کہ عشق مصطفیٰ کے بغیر اسلامی روح بیدار ہونا ناممکن ہے چنانچہ آپ اپنی قوم کے نوجوانوں کو یہ سبق دیتے ہیں کہ اے نوجوان!

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

اور اے میری قوم کے معمار!

ہو تیری خاک کے ہر ذرے سے تعمیر حرم
دل کو بیگانہ انداز کلیسائی کر

سامعین کرام! اس وقت جب مسلمان تین سو تیرہ تھے تو ہزاروں پر غالب آجاتے تھے۔ آج جبکہ مسلمان ہزاروں کی تعداد میں ہیں لیکن ہر جگہ ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں آپس میں دست و گریباں ہیں۔ "آخر کیا وجہ ہے؟" ہم بھی تو اسی قوم کے فرزند ہیں جس نے دجلہ و

نیل کی وادیوں میں صدائے لا الہ جاری کی۔ لیکن آج ہم ہیں کہ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اقبال اس حقیقت کو یوں واضح کرتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ہمارے اسلاف قرآن کا نمونہ اور حضور اکرمؐ کے عشق سے لبریز تھے اسی لیے وہ کامیاب و کامران تھے لیکن ہم نے کیا کیا؟

گنوا دی ہم نے میراث جو اسلاف سے پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اقبال فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ان کی ہمت و شجاعت اور پاکیزگی کو بھلا دیا ہے۔ اسی لئے آسمان نے ہمیں ثریا سے لاکر زمین پر لا پھینکا۔ لیکن اقبال ان حالات میں بھی مایوس نہیں ہیں۔ وہ اس نازک دور میں بھی اپنی قوم کو اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کا راستہ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اے مسلمان! اگر تو پھر زمانے میں سرخرو ہونا چاہتا ہے تو!

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

لیکن! ضرورت اس بات کی ہے تو اپنے کردار و گفتار اور قول و فعل میں یکسانیت پیدا کر تو کوئی شک نہیں کہ آسمان سے فرشتے تیری مدد کو نہ اتریں۔ اقبال اپنے پسندیدہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کا ذکر کرتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ان پر آشوب حالات میں اقبال اپنے رعب سے نوجوانوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا ہمیں اقبال کے خیالات کو عملی جامعہ پہنانے کی ہمت نصیب فرمائے۔ آمین!

Scanned with CamScanner

اقبالؒ بطور ترجمان القرآن

جہاں عالم ہے میراث مرد مومن کی
میرے کلام پہ حجت ہے نکتہ لولاک

صاحب صدر اور معزز سامعین! السلام علیکم! مفکر اسلام، شاعر اسلام، حکیم الامت، مفسر قرآن، مرد مومن، مرد قلندر علامہ اقبال کی شخصیت اور فن کلام الٰہی کے حسن سے تابندہ ہے۔ اقبال کا کلام قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے۔ اس لئے کہیں ان کو مفکر اسلام، کہیں شاعر اسلام اور کہیں عاشق رسولؐ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جناب والا! جب کوئی قوم اپنے اصل راستے سے ہٹ کر غلط راستے پڑ جاتی ہے وہ اپنے اغراض و مقاصد کو فراموش کر بیٹھتی ہے اور اپنی حقیقت سے بے خبر ہو جاتی ہے۔ تو اس کی زندگی کے شعلے سرد ہونے لگتے ہیں، زندہ دلی کی چنگاریاں بجھنے لگتی ہیں اور اس کی کشتی آفات و مصائب کے بحر طوفان خیز میں پھنس جاتی ہے تو قدرت ایسے لوگوں کو پیدا کرتی ہے جو اس خوابیدہ اور گمراہ قوم کو تباہی و بربادی سے نکالنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ علامہ اقبال وہ مقتدر ہستی تھے جنہوں نے ڈوبتی قوم کی ناؤ کو سنبھالا دینے کے لئے مشعل کلام الٰہی فروزاں کی۔ اقبال کی شاعری عشق رسول اور کلام الٰہی کے مقدس رنگ سے عبارت ہے۔

عشق رسول کی تفسیر قرآن پاک میں بھی ہے :

"اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

Scanned with CamScanner

اور اسی رنگ کو اقبال اپنے کلام میں اس طرح پیش کرتے ہیں :

شراب عشق محمد نہیں کہیں بھی حرام
یہ مئے وہ ہے جسے پروردگار پیتے ہیں

قرآن نے اتحاد اور یک جہتی کا درس دیا
"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ کرو۔"

اقبال نے اپنے کلام میں اس کی تفسیر یوں کی :

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

قرآن نے جہاد کا حکم دیا :
"اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"
اقبال بھی اپنے کلام میں پکار اٹھے :

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت' نہ کشور کشائی

قرآن نے مرد مومن کی صفات واضح کیں :
"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔"
اقبال نے بھی مرد مومن کی تشریح یوں کی ہے :

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

Scanned with CamScanner

کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

قرآن نے توحید اور تہذیب اسلامی پر عمل پیرا ہونے کا درس دیا۔
اقبال یوں فرماتے ہیں :

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے
حرم کا راز توحید امم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشہ عرب
کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

غرض کہ علامہ اقبال کی شاعری تفسیر قرآن ہے اور اس بات کا بین ثبوت ان کی تصانیف ہیں :

آپ کا پیغام آفاقی اور لافانی ہے کیونکہ قرآن آفاقی اور لافانی ہے۔ قرآن کلام اللہ ہے اور اقبال کلام اللہ کی تفسیر ہے۔ اگر کلام الٰہی نہیں مٹ سکتا تو تفسیر قرآن یعنی کلام اقبال بھی نہ مٹ سکے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ترجمان القرآن کی قرآنی ہدایت سے استفادہ حاصل کریں اور بلادِ اسلامیہ کی ثقافت کے تحفظ کے لئے کوشاں رہیں تب ہی ہم ترجمان القرآن اور مفسر قرآن حضرت اقبال کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکتے ہیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

Scanned with CamScanner

23 مارچ تجدید عہد کا دن

صاحب صدر اور معزز سامعین! 23 مارچ کا دن مسلمانان برصغیر ہندو پاکستان کے لئے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں تو فوج کشی سے ملکی سرحدیں سمٹتی اور بڑھتی رہتی ہیں۔ بلکہ ایک عزم کا اظہار اور اس کے لیے آئینی جدوجہد کی شاید ہی دنیا میں ایسی مثال ملے کہ ایک قوم نے مذہب کے رشتہ سے یکجان ہو کر دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت صرف سات سال کی قلیل عرصہ میں حاصل کی ہو۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی ضرورت تب ہی محسوس ہوتی ہے جب یہ نعمت حاصل نہ ہو۔

انگریز کے دور حکومت میں مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں تاریخ کے اوراق ان سے بھرے پڑے ہیں۔ 1857ء سے لے کر تخلیق پاکستان تک ہر مسلمان مرد وزن نے اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کے لئے بھرپور کوشش کی۔ ہزاروں سہاگ اجڑے بچے یتیم ہوئے اور جن پاک بیبیوں کی دامن عفت کی قسم فرشتے بھی کھاتے ہیں ان کی عزتوں کو لوٹا۔ علماء دین نے دار و رسن قبول کیا لیکن اپنے ملک سے انحراف نہیں کیا۔ آزمائش طویل اور درد ناک، ہندو اور انگریز کی سازش مگر مسلمانوں کی اپنے دین سے لگن نے اکھنڈ بھارت کے خواب کو آخر ناممکن بنا دیا۔

پھر دلوں میں جاگ اٹھی اک وطن کی آرزو
کالی کالی رات میں صبح کا تارا مل گیا

صدر ذی محترم!

23 مارچ ہر سال آتا ہے جس کو ایک قومی دن کی حیثیت سے بڑی

Scanned with CamScanner

زندگی جہد مسلسل ہے

صاحب صدر اور معزز سامعین السلام علیکم!

زندگی جدوجہد' عمل اور کوشش سے عبارت ہے یعنی زندگی محنت و مشقت کے بغیر بے مقصد ہے۔ محنت و مشقت ایک ایسا فطری جذبہ ہے جو انسان کو قدرت کی طرف سے ملا ہے۔ تخلیق آدمؑ سے لے کر اب تک انسان نے ارتقاء کی جو منزلیں طے کی ہیں' وہ سب محنت ہی کا ثمر ہے۔ انسان نے ہی پہاڑوں کے جگر چیرے' صحراؤں کو سبزہ زار اور خوبصورت شہروں میں تبدیل کیا۔ ؎

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھو
جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی

کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے۔ سورج' چاند' ستارے اور زمین اپنے مداروں میں حرکت کر رہے ہیں۔ ایٹم' جو مادے کا سب سے چھوٹا ذرہ ہے' اس کے اندر الیکٹران مرکزہ کے گرد حرکت کر رہے ہیں۔ راز ہستی حرکت میں ہے۔ مسلسل حرکت کبھی نہ ختم ہونے والا عمل۔ کاروان حیات ذرا رکا تو گرش دوراں نے اسے کچل دیا۔ ؎

چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

اگر کوئی گاڑی بغیر حرکت کے ایک جگہ کھڑے رہے تو اسے زنگ لگ جائے گا اور وہ بیمار ہو کر رہ جائے گا۔ اسی طرح وہ انسان جس کی

Scanned with CamScanner

زندگی محنت و جدوجہد نہیں' وہ بھی جمود کا شکار ہو جات ہے اور جمود موت ہے۔ تاریخ گواہ ہے جو قومیں جمود کا شکار ہوئیں وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔

ہے دوڑتا اشہب زمانہ کھا کھا کے طلب کا تازیانہ
اس راہ میں مقام بے محل ہے پوشیدہ قرار میں اجل ہے

صدر ذی احتشام! دنیا میں جس قدر بڑے لوگ ہو گزرے ہیں' ان کی بڑائی اور عظمت کا راز کوشش' عمل اور جدوجہد میں مضمر ہے۔ بظاہر وہ بھی ہماری طرح کے انسان تھے' لیکن فرق یہ ہے کہ انہوں نے رات دن سخت محنت کی۔ اس لیے انہیں دنیا میں شہرت' ناموری اور عزت حاصل ہوئی۔ اگر وہ بھی سہل پسندی اور تساہل سے کام لیتے تو ہرگز یہ بلند مقام حاصل نہ کر سکتے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

معزز سامعین! ہمارے لیے سب سے بہترین نمونہ رسول پاکؐ کی زندگی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؐ کی زندگی سراپا عمل اور جدوجہد تھی۔ ایک طرف تو ان کو خدا پر مکمل بھروسہ اور توکل تھا لیکن دوسری طرف انہوں نے اپنی پوری زندگی میں تدبیر' سعی اور کوشش کا راستہ اختیار کیا یعنی ہر مرحلہ پر سخت جدوجہد کو اپنا شعار بنایا' یہاں تک کہ اسلام غالب آ گیا۔

تاریخ انبیاء پر نگاہ دوڑائیں تو پتہ چلے گا کہ ان کو کس طرح مصائب

Scanned with CamScanner

سے گزرنا پڑا۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کو کس طرح آگ میں ڈالا گیا۔ حضرت زکریاؑ کو آرے سے چیرا گیا۔ آخر میں امام مظلوم نواسہ رسولؐ کو کربلا کے خونیں میدان میں دیکھتے ہوئے یہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ عظمت کیسے کیسے مصائب و آلام سے گزرتی ہے۔

صدر ذی وقار! کسان کی زندگی دیکھیں۔ اپنے کھیت میں گرمی و سردی کی پروا کیے بغیر کام کرتا ہے۔ اسی کی اسی مسلسل اور انتھک محنت کے نتیجہ میں لہلہاتی ہوئی فصل اپنی بہار دکھاتی ہے اور دنیا سکھ چین سے زندگی بسر کرتی ہے۔ اسی طرح جو طالب علم مسلسل محنت اور لگن سے اپنے آپ کو تعلیم میں مصروف رکھتا ہے، وہ آخرکار اپنے مستقبل کو درخشندہ و تابندہ بنا سکتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنا اور خاندان کا نام روشن کرتا ہے، بلکہ ملک و قوم کی عزت و شہرت کو چار چاند لگا سکتا ہے۔

چلتا رہا جو آبلہ پائی کے باوجود
منزل کا مستحق وہی صحرا نورد ہے

قیامِ پاکستان مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد اور کوشش ہی کا نتیجہ ہے۔ اب اسے ایک خوشحال، ترقی یافتہ اور مستحکم مملکت بنانے کے لیے ہم سب کو سہل انگاری کے غلامانہ اطوار اور طرزِ عمل چھوڑ کر محنت کو اپنا دستور بنانا ہو گا ورنہ خدا کی عنایتوں اور رحمتوں سے محروم رہیں گے۔ بقول اقبال

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

Scanned with CamScanner

اگر امتحانات نہ ہوتے تو...

صاحب صدر اور معزز سامعین!

السلام علیکم! یہ ایک ایسا سوال ہے جو قوانین فطرت کے خلاف نہیں تو کم از کم فطرت انسانی کے خلاف ضرور ہے۔ انسانی فطرت سہل پسندی اور نفس کی غلام ہوتی ہے۔ ذرا سی ڈھیل دینے سے قابو سے باہر ہو جاتی ہے۔ اگر زندگی میں امتحانات نہ ہوتے تو شاید انسان کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ نہ ملتا۔ خدا نے زندگی کو امتحان گاہ اور دنیا کو آخرت کی کھیتی کہا ہے یعنی جو یہاں بوؤ گے وہ آخرت میں پاؤ گے۔ امتحانات سے انسان میں ترقی اور مقابلے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے وگرنہ بقول غالب ؎

اگر آسانیاں ہوں تو زندگی دشوار ہو جائے

صدر محترم! اگر امتحانات نہ ہوتے تو---- آج کوئی ذوق و شوق سے سکول و کالج نہ جاتا اگر جاتا بھی تو کبھی شوق و لگن سے نہ پڑھتا۔ جو زندگی برق رفتاری سے گزر رہی ہے چیونٹی کی چال رینگتی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان کے ذہن سے مستقبل کا تصور مٹ جاتا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امتحانات نہ ہوتے تو---- بہت اچھا ہوتا انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر امتحانات نہ ہوتے تو---- کیا کوئی چیز ایسی بھی ہوتی جو ان کی دسترس سے باہر ہوتی؟ یقیناً ہر چیز اپنی انفرادیت کھو دیتی۔ پان اور بڑ کے پتوں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ ہیرے جواہرات راہ میں پڑے پتھروں کے سے ہوتے۔ خواہشات کبھی کسی دل میں پیدا نہ ہوتیں۔ کیونکہ خواہش تو

Scanned with CamScanner

اس چیز کی کی جاتی ہے جو دسترس سے دور ہو۔ جو چیز بن مانگے ہی دستیاب ہو وہ اپنی وقعت کھو دیتی ہے۔ قدم قدم پر امتحانات ہی کی وجہ سے زندگی میں دلکشی باقی ہے۔

جناب صدر! جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر امتحانات نہ ہوتے تو---- وہ بہت کامیابی زندگی گزارتے۔ ان سے یہ پوچھنا چاہئے کہ اگر آپ کوئی بھی امتحان نہ دیتے تو کیا آج اس قدر اعتماد سے بھری مجلس میں بول سکتے؟ کیا آپ کے پاس اپنی خوبیوں اور اوصاف کی مستند اور واضح دلیل ہوتی؟ یقیناً اپنی شخصیت کی پہچان نہ ہونے کے باعث آپ تشنگی اور بے سکونی کا شکار ہوتے۔ یہ امتحانات ہی تو آپ کی شخصیت کی پہچان کرواتے ہیں۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جب نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

سامعین کرام! یہ امتحانات ہی تو ہیں جو کائنات میں لوگوں کی قابلیتوں کی بناء پر درجہ بندی کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "تم میں سے کسی شخص کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں ماسوائے متقی کے۔" متقی وہی شخص ہوتا ہے جو خدا کی پیدا کی ہوئی مشکلات و آزمائشوں کا اولوالعزمی سے مقابلہ کرتا رہا، نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام دیتا رہا۔ یہ یقیناً ایک کٹھن آزمائش ہے کیونکہ نفس کے سمندر کی لہروں میں تو نیک سے نیک ترین

Scanned with CamScanner

انسان بھی بہہ جاتے ہیں۔ جس کی واضح مثال حضرت آدمؑ اور حضرت حوا ہیں۔ خدا اپنے نیک بندوں کے لیے بھی آزمائش رکھتا ہے۔ حضرت آدمؑ کا بھی امتحان ہوا جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ نتیجہ کے طور پر جنت سے نکالے گئے۔ اگر خدا ان کا یہ امتحان نہ لیتا تو وہ خدا کے دوسرے روپ سے آگاہ نہ ہو سکتے۔ انہوں نے خدا کے حضور عاجزی و انکساری سے گریہ و زاری و عبادت کی۔ تب کہیں خدا کے امتحان میں پورے اترے۔

ہماری زندگی میں ایک عظیم جذبہ مامتا کا ہے۔ یہ بھی کسی امتحان کا پیش خیمہ ہے۔ عورت تخلیق کے صبر آزما مرحلے سے گزرتی ہے تو اپنے بچے کے لیے مامتا کا جذبہ پاتی ہے' اگر وہ یہ تکالیف نہ اٹھاتی تو شاید آج اس جذبے کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

صدر محترم! استاد کی زندگی میں بھی قدم قدم پر امتحانات ہوتے ہیں۔ یہ سمجھ لینا کہ وہ طالب علمی کا زمانہ گزار چکے ہیں اور اب تو صرف ان کا کام پڑھانا ہے غلط سوچ ہے۔ غور کیا جائے تو ان کے لیے تو ہر دن ایک امتحان ہے۔ طلباء میں مساوی سلوک روا رکھنا' ہر ایک پر مکمل توجہ دینا' پیشے کے ساتھ ایمانداری اور ہر ایک کی صلاحیتوں کی کھوج لگانا اور ان کو اجاگر کرنا یقیناً ایک مشکل امتحان ہے۔ یہ امتحانات و آزمائشیں نہ ہوتیں تو شاید آج ارسطو' سقراط' افلاطون' غالب' حالی' اقبال' شیکسپیئر' نیوٹن اور قائداعظم جیسی عظیم ہستیوں کی صلاحیتیں سامنے نہ آتیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

Scanned with CamScanner